36
ابنِ صفی
عمران سیریز
IMRAN SERIES
CK PRODUCTIONS QUETTA
چیختی روحیں

عمران سیریز نمبر 36

چیختی روحیں

تیسرا حصہ

پیشرس

بوغا کی کہانی کی تیسری کڑی حاضر ہے، پچھلی کہانی میں آپ نے پڑھا تھا کہ عمران خود اپنے ہی جال میں کیسے پھنس گیا تھا۔ اب دیکھئے کہ وہ دشمنوں کا حربہ خود انہیں پر کس طرح آزماتا ہے۔ اس کے ساتھی حالات کے ہاتھوں بے بس ہو کر رہ گئے تھے لیکن عمران اس وقت بھی خود کو بے بس نہیں سمجھتا۔ اس کی بے تکی حرکتیں نئی راہیں نکالتی ہیں۔

ہو سکتا ہے آپ کو کہیں کہیں عمران پر غصہ بھی آئے لیکن آپ کو یہ نہ بھولنا چاہئے کہ وہ کن حالات سے دوچار تھا۔ اجنبی دیس میں مفلسی کتنی بھیانک ہو سکتی ہے اس کا اندازہ وہی لگا سکیں گے جن پر گزری ہو۔ عمران اس مفلسی سے چھٹکارا پانے کے لئے کیا کچھ نہیں کر گزرتا۔! لیکن یہ اتفاق ہی تھا کہ اسی دن اسے رہائی بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

یہ کہانی انہیں خصوصیت سے بہت پسند آئے گی، جو زیادہ تر ایکشن کے رسیا ہیں۔ آئندہ کہانی اس سے بھی کہیں زیادہ دلچسپ ہو گی کیونکہ اس میں عمران کو زیادہ بہتر مواقع نصیب ہوئے ہیں۔

اب ایک لطیفہ سنئے......! جاسوسی دنیا کے پچھلے ناول ''الٹی تصویر''میں حمید دو چارپائیاں حلق سے اتار گیا تھا۔ اس پر بعض پڑھنے

والوں کو ابھی تک کھٹی ڈکاریں آ رہی ہیں۔

میں نے تو دراصل یہ لکھا تھا کہ "اس نے جلدی جلدی دو چار مٹن پائیاں حلق سے اتاریں اور چائے ختم کر کے اٹھ گیا۔!"

کاتب صاحب غالباً بھوکے تھے اس لئے "مٹن" وہ خود ہضم کر گئے۔ باقی بچیں "دو چار پائیاں" وہ بیچارے حمید کے حصے میں آئیں۔ کیا کیا جائے مجبوری ہے۔ اگر کھٹی ڈکاریں لینے والے اب بھی مطمئن نہ ہوئے ہوں تو گذارش کروں گا...... کہ دونوں چارپائیاں بالکل "شدھ" تھیں یعنی ان میں کھٹمل قطعی نہیں تھے۔

کتابت کے لطیفے ایسے ہی دلچسپ ہوتے ہیں......! کبھی "بیدل" کو "پیدل" پڑھیے۔ کبھی نشتر الہ آبادی "ن" سے محروم گردن اٹھائے چلے آ رہے ہیں۔ کبھی اسرار ناروی کا "و" غائب اور پروف ریڈر صاحب ہر حال میں کاتب صاحب سے زیادہ قابل ہوتے ہیں لہٰذا انہوں نے "س" پر تین عدد نقطے بھی ٹھونک مارے۔ چلئے بن گیا "اشرار ناری" یعنی غزل اور صاحب غزل دونوں بھسم ہوئے۔

غرضیکہ اگر حمید کو حلق سے دو چار پائیاں اتار جانے کی سعادت نصیب ہوئی ہے تو اسے حیرت سے نہ دیکھئے بلکہ عبرت پکڑیئے اور دعا کیجئے کہ خدا آپ کو کاتبوں سے ہمیشہ بچائے رکھے۔ اب اگر کاتب صاحب اس "بچائے" کو بھی "نچائے" لکھ ماریں تو آپ کا مقدر...... بندہ عاجز و لاچار ہے۔!

ابن صفی

۲۴ر اپریل ۱۹۵۹ء

O

جولیانا فٹنر واٹر نے ایک طویل انگڑائی لی اور اٹھ کر اس کمرے کی طرف چل پڑی جہاں لزی اور رابرٹو تھے۔

یہ ایک تھکا دینے والا دن تھا، جو جنگلوں کے پیچھے غروب ہونے والے سورج کے ساتھ دم توڑ رہا تھا اور جولیا سوچ رہی تھی کہ رات شائد اس سے بھی زیادہ تھکا دینے والی ہو گی جب کوئی کام نہ ہو تو اضطراب ہی اس طرح تھکا دیتا ہے جیسے کسی پہاڑ کی چوٹی پر چڑھنا پڑا ہو۔

اکیلے جولیا ہی نہیں سبھی مضطرب تھے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ رات کس طرح گذرے گی۔ دن تو اس طرح گذرا تھا کہ یا تو ہر لحظہ عمران کی واپسی کے منتظر رہے تھے یا کسی بہت بڑے حادثے کے!

بالی وغیرہ کے غائب ہو جانے کے بعد بھی ان لوگوں کا اسی عمارت میں مقیم رہنا ہر ایک کے لئے ایک بہت بڑی الجھن بن گیا تھا۔

عمران آخر کیا چاہتا ہے؟

"میں پوچھتی ہوں آخر بوغا کیا چاہتا ہے؟" جولیا نے رابرٹو سے پوچھا۔

"وہ اپنے دشمنوں کو اسی طرح پاگل بنا دیتا ہے۔" رابرٹو نے کہا۔ "اب یہی دیکھو کہ ہمیں اس طرح جال میں پھانسا اور وہاں سے نکال لایا۔ اب وہ چاہتا ہے، کہ ہم پاگل ہو کر کتوں کی طرح بھونکنے لگیں۔"

"یعنی! بس اتنا مقصد ہے۔"

"یقیناً!"

"میں اسے تسلیم نہیں کر سکتی، جو لوگ ہماری قید سے نکل سکتے ہیں۔ وہ پچھلی رات ہمیں

قتل بھی کر سکتے تھے۔ بالی اور اس کے ساتھیوں نے آزاد ہونے کے بعد ہم پر حملہ کیوں نہیں کیا؟"

"بوغا کو سمجھنا آسان نہیں ہے۔ میں پھر دہراؤں گا۔"

"ہمارا وہ سارا سامان بھی موجود ہے، جو ساحل ہی پر رہ گیا تھا۔ ظاہر ہے وہی لوگ اسے یہاں لائے ہوں گے۔"

"ہاں ہاں! پہلے بھی تو عمران اور صفدر بوغا کی قید میں رہ چکے ہیں۔ کیا اس نے انہیں مار ڈالا تھا....؟ اوہ وہ تو صرف کام لینا جانتا ہے۔ اس نے ان لوگوں سے معمولی مزدوروں کی طرح پتھر ڈھلوائے ہیں۔ تمہیں سن کر حیرت ہوگی کہ اس کے مزدوروں میں کئی بہت زیادہ پڑھے لکھے لوگ بھی تھے۔ یونیورسٹیوں کے پروفیسر.... اعلیٰ درجہ کے جرنلسٹ اور حساب دان!"

"بہر حال اس نے انہیں زندہ رکھ کر کسی نہ کسی قسم کا کوئی فائدہ اٹھایا تھا۔" جولیا نے کہا۔

"ختم کرو!" رابرٹو اپنے گلاس میں رم انڈیلتا ہوا بولا "جو کچھ بھی ہے سامنے آجائے گا۔"

جولیا کی الجھن اور بڑھ گئی۔ عمران صبح ہی سے غائب تھا۔ لیکن اس نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ وہ عمارت ہی تک محدود رہیں۔ ابھی اس کی اس تجویز پر عمل نہیں کیا گیا تھا کہ وہ بوغا کے ان آدمیوں کے میک اَپ میں آجائیں، جو انہیں اس عمارت تک لائے تھے۔

عمران ایک جہازی مزدور کے حلیے میں باہر گیا تھا۔

"وہ ضرور ٹھوکر کھائے گا۔" رابرٹو دو تین گھونٹ لینے کے بعد بولا۔

"کیا تم عمران کے بارے میں کہہ رہے ہو؟" جولیا نے اسے تیکھی نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں! میں اسی کے لئے کہہ رہا ہوں۔"

"آج تک کسی نے بھی اسے ٹھوکر کھاتے نہیں دیکھا۔ البتہ میرا خیال ہے کہ وہ صرف ٹھوکر لگانے کے لئے پیدا ہوا ہے.... کیا سمجھے؟"

جولیا نے اس کی آنکھوں میں حقارت آمیز تمسخر دیکھا اور اس کی جھنجھلاہٹ پہلے سے بھی زیادہ بڑھ گئی لیکن وہ اس نامعقول آدمی سے بحث نہیں کرنا چاہتی تھی!

"یہ جزیرہ!" رابرٹو شراب کا گلاس میز پر رکھتا ہوا بولا۔ "ویسا نہیں ہے جیسے ہمارا تھا۔ یہاں

بوغا کے آدمیوں کو چھپ کر کام کرنا پڑتا ہوگا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ لوگ اپنی رائفلیں لانچ ہی میں کیوں چھپا آتے؟"

"عمران پہلے ہی اس مسئلے پر غور کر چکا ہے۔" جولیا بیزاری سے بولی۔

"اس لئے وہ کوئی بڑا تیر مار کر واپس آئے گا۔"

"اس کے منتظر رہو!" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور کمرے سے چلی آئی۔

ایک کمرے میں جوزف، صفدر اور چوہان اونگھ رہے تھے۔ جوزف صبح ہی سے پیتا رہا تھا۔ اس انداز میں جیسے وہ اس کی زندگی کا آخری دن ہو۔

جولیا کی آہٹ پر وہ چونک پڑے۔

"کوئی خبر!" صفدر نے پوچھا۔

"عمران ابھی تک واپس نہیں آیا۔" جولیا نے کہا۔ اس کی آواز سن کر جوزف بھی بیدار ہو گیا۔

"اس نے تاکید کر دی تھی کہ کوئی اس کی عدم موجودگی میں باہر نہ نکلے ورنہ میں دیکھتا۔" صفدر بولا۔

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ بوغا کیا چاہتا ہے۔"

"جب تک وہ تینوں بیرل لبریز ہیں مسی!" جوزف پلکیں جھپکا کر بولا۔ "وہ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا.... تم جا کر آرام کرو۔"

"شش.... خاموش رہو!" صفدر بولا.... پھر جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اگر وہ ایک گھنٹہ اور نہ آیا تو میں یقینی طور پر باہر نکلوں گا۔"

"رابرٹو کیا کہتا ہے" ۔ چوہان نے پوچھا۔

"اسے جہنم میں جھونکو!" جولیا بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "وہ نہیں سمجھتا کہ یہ بلائیں اسی کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں۔"

"عمران تو خود ہی ان بلاؤں کا متلاشی تھا۔"

"لیکن رابرٹو کے بغیر حالات کا رخ کچھ اور ہوتا۔"

"مطلب یہ ہے کہ خود ان کا سفر کرنا اس صورت میں ضروری نہ ہوتا۔" صفدر چوہان کو آنکھ مار کر مسکرایا۔

"فضول نہ بکو! میں اپنے لئے نہیں کہہ رہی۔" جولیا جھلا گئی اور اسے وہاں سے بھی چلا آنا پڑا۔

لیکن جیسے ہی اپنے کمرے میں پہنچی غصہ ٹھنڈا پڑ گیا کیونکہ عمران ایک آرام کرسی میں نیم دراز کچھ سوچ رہا تھا۔

"تم کب واپس آئے؟" جولیا نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی!" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا۔ اس کے چہرے سے افسردگی ظاہر ہو رہی تھی۔

"کیوں.... کیا بات ہے؟" جولیا نے حیرت سے کہا "تم اتنے بجھے بجھے سے کیوں ہو؟"

جواب میں عمران نے صرف ایک ٹھنڈی سانس لی اور منہ چلانے لگا۔ اس کے جسم پر اب بھی جہازی مزدوروں کا سا لباس تھا۔

جولیا اسے گھورتی رہی۔ کچھ دیر بعد عمران نے اس سے پوچھا۔ "تمہاری فرانسیسی کیسی ہے؟"

"کیوں؟ میں بغیر ہچکچاہٹ کے بول سکتی ہوں۔"

"یہ بڑا بارونق جزیرہ ہے! نام ہے.... لاتوشے.... ایک چھوٹی سی تفریح گاہ، سمجھ لو۔ آس پاس کے سیاح بکثرت آتے ہیں لیکن جس عمارت میں ہم بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ یہاں اچھی نظروں سے نہیں دیکھی جاتی حالانکہ یہ ایک پادری کا مسکن ہے جو فادر اسمتھ کے نام سے مشہور ہے۔ ہال میں جو بڑی تصویر ہے میرا خیال ہے کہ اسی فادر اسمتھ ہی کی ہو سکتی ہے لیکن سمجھ میں نہیں آتا کہ ہولی فادر آسمان پر اٹھا لئے گئے یا چھٹی پر ہیں۔"

"سر پیر بھی ہے اس گفتگو کا!"

عمران پھر کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہیں کوئی راہ نظر نہیں آ رہی۔" جولیا نے کچھ دیر بعد کہا۔

"سنو!" عمران انگلی اٹھا کر اس طرح بولا جیسے جولیا کی بات سنی ہی نہ ہو! "اس جزیرے میں قیام کرنا اتنا دشوار نہیں ہے جتنا کہ یہاں سے نکل جانا، بندرگاہ سے نکل آنے کے بعد پھر کوئی نہیں پوچھتا خواہ تم ساری زندگی یہیں گذار دو! البتہ بندرگاہ پر بہت ہی سخت قسم کی چیکنگ ہوتی ہے۔"

"تم کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"یہی کہ.... ہم سبھوں کو اسی عمارت میں پڑے رہنا بھی ضروری نہیں ہے ہم میں سے کچھ لوگ ہوٹلوں میں بھی قیام کر سکتے ہیں۔"

"ہم غالباً وہاں مفت رہ سکیں گے....؟" جولیا کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"آہا تمہیں مقامی کرنسی کی فکر ہے۔" عمران مسکرایا۔ "کیا تم نے وہ تجوری نہیں دیکھی جس میں فرانسیسی کرنسی کے ڈھیر ہیں؟"

"نہیں! میں نے تو نہیں دیکھی۔" جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہے ایک کمرے میں.... جسے خوابگاہ کی حیثیت سے استعمال کیا جاتا تھا۔"

"لیکن وہ کرنسی نہیں لے گئے؟"

"اگر لے جاتے تو میں انہیں پرلے سرے کا گدھا سمجھتا۔"

"کیوں؟"

"ارے پھر ہمارا کام کیسے چلتا!"

"خدا کے لئے مجھے ایک بات بتا دو۔"

"ہوں....؟" عمران نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

"بوغا کیا چاہتا ہے؟"

"فی الحال ہماری موت کے علاوہ اور سب کچھ چاہتا ہے۔"

"تم کسی خاص نتیجے پر نہیں پہنچے؟"

"قطعی نہیں!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ذہن کو الجھانے کی ضرورت نہیں! بس یہ سمجھ لو کہ ہم تبدیلی آب و ہوا کے لئے یہاں آئے ہیں.... حالانکہ ہر قسم کی آب و ہوا خود ہمارے ملک میں بھی پائی جاتی ہے لیکن یہ تبدیلی آب و ہوا زرِ مبادلہ کی ایک پائی بھی صرف کئے بغیر نصیب ہوئی ہے اس لئے مجھے اعتراض بھی نہیں ہے۔"

"تم دیوانے ہو!"

"اور تمہارے لئے یہ مشورہ ہے کہ تم اس جزیرے کی گلی کوچوں میں گاتی پھرو۔ کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانے کو!"

جولیا دانت پیس کر خاموش ہو گئی۔

عمران اٹھ کر باہر چلا گیا۔ جولیا چپ چاپ بیٹھی رہی۔ اس کی الجھن رفع ہو چکی تھی۔ اور اب اسے محسوس ہوا کہ اس الجھن کی وجہ عمران کی عدم موجودگی ہی تھی۔ پھر نہ جانے کیوں وہ اس احساس کے ساتھ دوبارہ جھلاہٹ میں مبتلا ہو گئی۔ وہ آرام کرسی میں پڑی بور ہوتی رہی۔

تھوڑی دیر بعد عمران واپس آیا۔

"رابرٹو.... لزی اور چوہان یہیں رہیں گے!" اس نے کہا۔

جولیا کچھ نہ بولی۔ وہ ظاہر کر رہی تھی جیسے اس نے سنا ہی نہ ہو۔ اتنے میں صفدر بھی کمرے میں داخل ہوا۔

"رابرٹو یہاں نہیں رہنا چاہتا۔" اس نے کہا۔

"تو اس سے کہہ دو.... جہنم میں جائے۔" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ پھر پوچھا۔ "تجوری کی کنجی تمہارے ہی پاس ہے نا...؟"

"ہاں! میرے ہی پاس ہے اس نے آپ کی تجویز سن کر کنجی کا مطالبہ کیا تھا۔"

"کنجی اسے مت دینا۔" عمران نے کہا اور جولیا کی طرف دیکھ کر بولا وہ اس پر آمادہ نہیں ہے کہ پادری اسمتھ کی حیثیت سے یہاں قیام کرے۔"

"قدرتی بات ہے۔" جولیا نے خشک لہجے میں کہا "مقصد معلوم ہوئے بغیر کوئی بھی کسی کام پر تیار نہیں ہو سکتا۔"

"مقصد کے لئے اب شاید مجھے کتوں کی طرح بھونکنا پڑے گا۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا "فی الحال اس کا یہی مقصد ہے کہ بوغا یہی چاہتا ہے کہ ہمارے لئے بھی اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔"

"وہ یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کے آدمیوں کے بھیس میں اس عمارت میں رہیں؟"

"قطعی یہی چاہتا ہے۔ کیوں چاہتا ہے؟ میں نہیں جانتا لیکن یہ بھی ضروری نہیں ہے کہ دیر تک اندھیرے میں رہوں۔ جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچوں گا۔ لیکن یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہی کیا جائے، جو بوغا چاہتا ہے۔"

"کیا اسے بھی یقین ہے کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے تم وہی کرو گے؟"

"نہ کرنے کی صورت میں ہمارے لئے دوسری کون سی راہ ہو گی؟ مس عقلمند!" عمران نے خشک لہجے میں پوچھا۔

لیکن جولیا فوری طور پر کوئی جواب نہ دے سکی۔

"کیا تم یہ کہتی پھرو گی کہ تم کون ہو! یا رابرٹو ہی خود کو رابرٹو ظاہر کرنے کی ہمت کر سکے گا۔ یہ نہ بھولو آج یورپ میں پولیس اسے نعمت غیر مترقبہ سمجھے گی۔ نہ ہم اپنی اصلیت ظاہر کرنے کی حماقت کر سکتے ہیں اور نہ رابرٹو ہی پھانسی کا پھندا منتخب کرے گا۔ فی الحال وہ صرف بوکھلایا ہوا ہے اور اگر اسے مرنا ہی ہے تو ہم کس طرح روک سکیں گے!"

"تم اتنی بے دردی سے اس کے متعلق کہہ رہے ہو؟"

"ہاں! اب اس کی ذات سے میری دلچسپی ختم ہو چکی ہے۔ ظاہر ہے میں نے اسے صرف اس نیت سے روکا تھا کہ بوغا کی تلاش کے سلسلے میں وہ ایک اچھا مددگار ثابت ہو گا۔ لیکن بوغا نے خود ہی مجھے اپنی راہ پر لگا لیا ہے۔ پھر اب میں کسی چڑچڑے مُرغ کا بار کیوں اٹھائے پھروں؟"

"یہ تو کھلی ہوئی خود غرضی ہے۔"

"اے! کیا تم میری بیوی ہو؟" عمران آنکھیں نکال کر بولا۔

"کیا بکواس ہے؟"

"نہیں تم تو بالکل ایسی ہی باتیں کر رہی ہو جیسے ہم یہاں ہنی مون منانے آئے ہوں!" عمران بولا "خود غرضی اور بے غرضی کے قصے نکال بیٹھی ہو۔ کیا تمہیں اخلاقیات کا پرچار کرنے کی تنخواہ ملتی ہے؟"

جولیا جو چڑ گئی تھی اٹھ کر کمرے سے چلی گئی۔

عمران صفدر کو آنکھ مار کر مُسکرایا پھر بولا "عورت کبھی راہِ راست پر نہیں آئے گی خواہ اس کے مونچھیں ہی کیوں نہ اُگ آئیں۔"

"اس مسئلے پر تو مجھے بھی غور کرنا پڑے گا کہ رابرٹو کو بے سہارا کیوں چھوڑ دیا جائے۔" صفدر نے کہا۔

"ہونٹوں پر سرخی اور گالوں پر غازہ لگا کر سوچنا۔ اگر سوچتے وقت ناک پر انگلی بھی رہے تو ہاضمہ نہ خراب ہو گا۔"

صفدر ہنس پڑا اور عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "تم نے محسوس کیا کہ وہ اب ہر بات پر میری مخالفت کرنے لگا ہے۔ اسی چیز سے فائدہ اٹھانے کے لئے میں نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ وہ یہیں

ٹھہرے اور ہم لوگ کسی ہوٹل میں قیام کریں۔"

"اوہ.... تو آپ خود ہی اسے باہر بھیجنا چاہتے ہیں۔ الگ کرنا چاہتے ہیں۔"

"قطعی! تم لوگ بہت دیر میں سمجھتے ہو۔"

"آخر کیوں؟"

"بس دیکھتے جاؤ۔ وہ خوشی سے باہر جارہا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ وہ ہمارا وفادار ہی رہے گا۔ لہذا کیوں نہ اسی اسٹیج پر اس کا بھی امتحان کرلیا جائے۔"

"تو یہ بات آپ صرف مجھے بتارہے ہیں۔"

"قطعی! کسی تیسرے کو اس کا علم نہ ہونا چاہئے۔"

صفدر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ راہداری سے قدموں کی آواز آئی اور دوسرے ہی لمحے رابرٹو کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ سرخ ہورہا تھا اور نتھنے پھول پچک رہے تھے۔

"تم مجھے قربانی کا بکرا بنانا چاہتے ہو؟" وہ ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

"نہیں دنبہ.... بکرے مجھے پسند نہیں ہیں۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے بولا۔ "کیونکہ ان کی جگالی کرنے کے انداز میں بڑا گھریلوپن پایا جاتا ہے۔"

"میں یہاں نہیں رہوں گا.... تم مجھے مجبور نہیں کرسکتے۔"

"کیوں شامت آئی ہے رابرٹو؟ کیا تم مجھ پر اعتماد نہیں کرتے؟"

"میں تم لوگوں سے الگ ہی رہ کر تم پر اعتماد کرسکتا ہوں۔"

"پھر تم کیا چاہتے ہو؟"

"مجھے اس تجوری سے کچھ رقم چاہئے!"

"صفدر! یہ کچھ بھی مانگے اسے دے دو۔" عمران نے صفدر کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

رابرٹو تھوڑی دیر تک عمران کو گھورتا رہا۔ پھر صفدر کے ساتھ کمرے سے باہر چلا گیا!

O

دوسری صبح جولیا کو اس بات پر تاؤ آرہا تھا کہ اسکیم کے خلاف رابرٹو اور لزی تو باہر چلے گئے تھے اور وہ لوگ ابھی تک وہیں مقیم تھے۔ کچھ دیر بعد اسے معلوم ہوا کہ چوہان بھی غائب ہے اور ایک بار وہ پھر عمران پر برس پڑی۔ کہنے کی بات ہی تھی! یوں بھی کیا.... خود ہی ایک اسکیم بنائی

تھی اور اب وہ اس طرح ختم ہوگئی تھی جیسے موجودہ صورت حال اصل اسکیم ہی کا نتیجہ رہی ہو۔

عمران خاموشی سے اس کی بک جھک سنتا رہا۔ پھر بڑی سنجیدگی سے بولا "تم بے حد حسین ہو۔ میں پچھلی رات پونے تین گھنٹے تک صرف تمہارے متعلق سوچتا رہا تھا۔"

"مت بکواس کرو۔" جولیا دہاڑی۔

"اچھا! تم بہت بدصورت ہو... میں تمہارے متعلق پونے تین منٹ بھی نہیں سوچ سکتا۔"

"میری بات کا جواب دو! میں قیدیوں کی سی زندگی نہیں بسر کرسکتی۔ میں بھی باہر جاؤں گی۔"

"اور ساتھ ہی فرانسیسی کرنسی کا بھی مطالبہ کروگی.... کیوں؟"

"ظاہر ہے!" جولیا آنکھیں نکال کر بولی۔

"تجوری کی کنجی میری جیب میں ہے.... نکال سکتی ہو تو نکال لو!"

اس بار جولیا کے حلق سے آواز نہ نکل سکی۔ بس وہ دانت ہی پیستی رہی۔

"مجھے دیکھو!" عمران نے کچھ دیر بعد ٹھنڈی سانس لی "چیونگم تک نہیں خرید سکتا۔"

"اچھا.... جاؤ یہاں سے.... نکلو! میں تنہائی چاہتی ہوں۔" جولیا نے ہاتھ ہلا کر کہا۔

عمران کچھ دیر تک کھڑا شرارت آمیز انداز میں مسکراتا رہا۔ پھر اس کے کمرے سے چلا آیا۔

صفدر اپنے کمرے میں اونگھ رہا تھا اور جوزف باورچی خانے میں مسور کی دال ابال رہا تھا کیونکہ انہیں یہاں مسور کی دال اور چاول کے علاوہ اور کچھ نہیں ملا تھا۔ اور یہ اتنی وافر مقدار میں تھے کہ ایک ماہ بہ آسانی گذار سکتے تھے۔ جوزف کا خیال تھا کہ سربند ڈبوں میں مچھلی اور گوشت بھی شاید کہیں نہ کہیں مل ہی جائیں۔ اس لئے اس نے عمارت کا گوشہ گوشہ چھان مارا تھا لیکن کامیابی نہیں ہوئی تھی اور اس نے عمران سے کہا "باس! یہ مسور کی دال بھی غنیمت ہے ورنہ میں تو رَم کا شوربہ لگا کر پتھر تک چبا سکتا ہوں۔ ہولی فادر جوشوا کا خدا سچ مچ رحمت ہی رحمت ہے اگر یہ تین بیرل یہاں نہ ملتے باس! تو کیا ہوتا.... تم خود سوچو کہ تم مجھے کہاں اور کس طرح دفن کرتے۔"

اسے نہ اس کی پرواہ تھی کہ وہ اس وقت کس حال میں ہیں اور نہ اسی کی فکر تھی کہ کل کیا ہوگا؟ البتہ بس ایک غم اسے کھائے جارہا تھا وہ یہ کہ کہیں یہ تینوں بیرل بھی ختم نہ ہوجائیں... لیکن.... اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں.... کہ وہ کفایت شعاری سے کام لینے لگا ہو۔

آج تو وہ بے تحاشہ پی رہا تھا۔ اس وقت باورچی خانے کی میز پر بھی تام چینی کے جگ

میں رَم موجود تھی۔ عمران اتنی آہستگی سے باورچی خانے میں داخل ہوا کہ اسے خبر تک نہ ہوئی اور نہ اس کا علم ہو سکا کہ رَم کے جگ کی جگہ پانی سے بھرے ہوئے دوسرے جگ نے لے لی ہے۔ پھر عمران واپس بھی چلا گیا لیکن جوزف تو ابلنے والی دال کی "کھدبد" میں کھویا ہوا تھا۔ اور شاید اسے اپنا وطن یاد آرہا تھا۔ برطانوی مشرقی افریقہ کے ایک گاؤں کی وہ کرال یاد آرہی تھی جہاں اکڑوں بیٹھ کر وہ چاول اور گوشت ابالا کرتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بھاڑ سا منہ پھاڑ کر ایک طویل انگڑائی لی اور جگ کی طرف ہاتھ بڑھا دیا لیکن اس کی نظریں ابلتی ہوئی دال ہی پر تھیں۔ جگ کو ہونٹوں سے لگاتے وقت اس نے یہ دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ اس میں کیا ہے۔ وہ تب ہی اس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑا تھا جب اس نے گھونٹ لیا تھا۔

پیروں کے قریب پڑے ہوئے جگ کو اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا لیکن پانی کا گھونٹ ابھی منہ ہی میں محفوظ تھا اور دونوں گال پھولے ہوئے تھے۔ پھر وہ بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔ میز پر اور کوئی دوسرا جگ بھی نہیں تھا کہ وہ اسے اندازے کی غلطی سمجھتا۔ یک بیک اس کے حلق سے ایک چیخ نکلی "بھاں" منہ سے پانی اچھل کر دُور تک گیا تھا۔

"بھھ.... بھوت!" وہ پھنسی پھنسی سی آواز میں چیختا ہوا باورچی خانے سے نکل بھاگا۔

عمران جو اس کا منتظر ہی تھا اپنے کمرے سے نکل کر اس کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔ "ابے کیا ہوا؟ کیوں چیخ رہا ہے؟"

جوزف کھڑا ہانپتا رہا۔ چڑھتی ہوئی سانسوں کی وجہ خوف تھا۔ کچھ اس لئے نہیں ہانپ رہا تھا کہ باورچی خانے سے دوڑتا ہوا یہاں تک آیا تھا۔

"بول کیا بات ہے؟" عمران نے پھر اسے جھنجھوڑا۔

"تباہی.... بربادی.... باس! میں اب یہاں نہیں رہوں گا۔ تم مجھ سے کہو تو بپھرے ہوئے ہاتھیوں کے جھنڈ میں جا گھسوں لیکن .... یہ .... یہ.... میرے بس سے باہر ہے میں ایسی قوتوں کے ہاتھوں مرنا نہیں پسند کرتا جو مجھے دکھائی نہ دیں۔"

"ہوں تو تم ہوا کھا کر مرنا پسند نہیں کرتے۔" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"ہوا؟" جوزف منہ پھیلا کر رہ گیا۔

"اور کیا.... وہی ایسی قوت ہے جو نظر نہیں آتی۔"

"میں بدروحوں کی بات کر رہا ہوں باس!"

"ابے! پھر وہی بدرُوح! اب کیا ہو گیا؟"

"رَم.... پانی ہو گئی۔"

"ارے وہ تو پہلے بھی پانی ہی تھی.... تجھے نشہ کب ہوتا ہے!"

"پانی... بالکل پانی... یعنی کہ سچ مچ پانی... سادہ پانی.... میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں باس۔

"کیا تینوں بیرل...." عمران نے حیرت ظاہر کی۔

"نہیں میں نے جگ میں انڈیل کر کچن میں رکھی تھی۔ پیتا بھی جا رہا تھا.... ابھی آخری بار جو جگ اٹھایا.... گھونٹ لیا.... تو پانی...."

"ضرور تجھے نشہ ہو گیا ہے!" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

اس پر جوزف بڑے جوش و خروش کے ساتھ قسمیں کھانے لگا۔ جوزف کی چیخ سن کر صفدر اور جولیا بھی وہاں آگئے تھے۔ پھر جولیا باورچی خانے کی طرف واپس چلی گئی تھی اور فرش پر پڑا ہوا جگ اٹھا لائی تھی جس میں اب بھی تھوڑا سا پانی تھا۔

عمران نے جگ کا جائزہ لیتے ہوئے معنی خیز انداز میں گردن ہلائی۔

"نہیں سمجھ میں آتا کہ آخر وہ لوگ چاہتے کیا ہیں!" جولیا نے صفدر کی طرف دیکھ کر کہا۔

عمران جوزف سے کہہ رہا تھا! "اگر تم یہاں نہیں رہنا چاہتے تو ہم بھی نہیں رہنا چاہتے لیکن پھر کہاں جائیں۔ سنو جوزف کیا تم اس جنگل میں کوئی ایسی جگہ نہیں تلاش کر سکتے جہاں ہم اطمینان سے کچھ دن گذار سکیں اور ہاں! بہتر تو یہی ہو گا کہ تم اپنے لئے شیپالالی بھی تلاش کرو۔ ورنہ اگر کسی دن یہ شراب تمہارے پیٹ میں پہنچ کر پانی ہو گئی تو تم جل پری کہلاؤ گے۔ سمجھے!"

"اوہ! تو کیا اسے یہیں چھوڑ جائیں گے؟" جوزف اپنے ہونٹوں پر زبان پھیر کر بولا۔

"ابے! وہ جادو کی شراب ہے ناک کے اندھے.... دیکھ تو جادو کی شراب پی پی کر کیسا بوٹا سا قد اور پھول سا چہرہ نکل آیا ہے۔"

"نہیں!" جوزف بوکھلا کر اپنے منہ پر ہاتھ پھیرنے لگا پھر جولیا کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کیوں مِسّی؟"

"مت بکواس کرو!" جولیا جھلا گئی اور صفدر ہنس پڑا۔

عمران نے صفدر سے کہا۔ "ذرا دیکھنا اس کا قد صرف ساڑھے چار فٹ رہ گیا ہے۔ لیکن یہ بے چارہ اپنے نقصان سے لاعلم ہے۔"

"ارے نہیں باس!" جوزف احمقانہ انداز میں ہنسا۔

"گدھے ہو تم.... اگر تمہیں بھی اس کا احساس ہونے لگے تو وہ جادو کی شراب کیوں کہلائے بس اب یہ سمجھ لو کہ تمہیں کوئی خاطر میں نہیں لائے گا۔ تم صرف ساڑھے چار فٹ کے رہ گئے ہو.... یقین کرو۔"

جوزف کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور ذرا ہی سی دیر میں ایسا معلوم ہونے لگا جیسے اس کے جسم سے ایک ایک قطرہ خون نچوڑ لیا گیا ہو۔

صفدر متحیرانہ انداز میں عمران کی طرف دیکھ رہا تھا۔ عمران نے اسے آنکھ ماری۔

"پھر؟ پھر میں کیا کروں باس؟" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"وہی جو میں کہہ رہا ہوں۔ جنگل میں کوئی ایسی جگہ تلاش کرو جہاں پھل ہوں۔ پرندے ہوں اور ہم محفوظ رہ سکیں جاؤ! ورنہ یہ مسور کی دال بھی کوئی گل کھلائے گی۔"

"ابھی جاؤں۔"

"ہاں عقبی دروازہ کھول کر نالے میں اترو اور چپ چاپ بائیں جانب چل پڑو۔ نالہ تمہیں جنگل ہی میں لے جائے گا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہ کام رات ہونے سے قبل ہی کر ڈالو!"

جوزف تھوڑی دیر تک کھڑا کچھ سوچتا رہا۔ پھر آگے بڑھ گیا۔ صفدر عمران کو سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"میں نہیں سمجھ سکا۔" اس نے کہا۔

"سالانہ امتحان شروع ہونے سے صرف ایک ہفتہ پہلے سمجھ لینا۔ ابھی سمجھ گئے تو بھلا دو گے۔" عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دے کر کہا اور اپنے کمرے کی طرف چلا گیا۔

O

حالات ہی ایسے تھے کہ عمران کے علاوہ اور سب ذہنی طور پر مفلوج ہو کر رہ گئے تھے۔ ویسے جولیا نے کوشش کی تھی کہ عمران کی اس حرکت کا مطلب سمجھ سکے اس کا علم تو اسے بھی نہیں تھا کہ شراب پانی کیسے ہو گئی تھی لیکن سوال تو یہ تھا کہ عمران نے جوزف کو جنگل میں ٹھکانہ تلاش

کرنے پر کیوں اکسایا تھا۔

دوپہر کو چوہان واپس آیا۔ اس سے جولیا کو معلوم ہوا کہ وہ میک اپ میں لزی اور رابرٹو کی نگرانی کرتا رہا تھا۔ وہ دونوں ایک ہوٹل میں مقیم تھے اور وہ بیچارہ صرف اس لئے واپس آیا تھا کہ مسور کی دال اور چاول سے اپنا جہنم پُر کر سکے۔

"اوہ! اس نے تمہیں بھی کچھ نہیں دیا۔" جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ اب تو دل چاہتا ہے کہ اس کی ٹانگیں پکڑوں اور سمندر میں غرق کر دوں۔ پتہ نہیں کتنی رقم تجوری میں بھری ہوئی ہے اور ہم مسور کی دال اور چاول سے اپنا معدہ تباہ کر رہے ہیں۔"

"اس نے کنجی صفدر سے لی ہے۔" جولیا نے کہا۔

کھانا کھا کر چوہان واپس چلا گیا اور وہ اپنے کمروں میں اونگھتے رہے۔ لیکن جولیا نے محسوس کیا تھا کہ عمران بظاہر تو مطمئن نظر آ رہا ہے۔ لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے مگر وہ اس سے اب کچھ نہیں پوچھنا چاہتی تھی۔

پھر اونگھتے اونگھتے وہ سو بھی گئی اور یہ مقدر کی خرابی ہی کہی جائے گی کہ آنکھ کھلتے ہی دماغ اپنا توازن کھو بیٹھے۔ عمران بالکل پاگلوں ہی کے سے انداز میں کھڑا اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔

"کیا ہے؟" جولیا بھی پاگلوں ہی کی طرح دہاڑی۔

"پرچہ قبل از وقت آؤٹ ہو گیا۔" عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا۔ "اب سالانہ امتحان نہیں ہو سکے گا۔"

"چلے جاؤ.... یہاں سے!"

"سبھی تیار بیٹھے ہیں!" عمران بولا "لیکن تمہیں یہاں تنہا کیسے چھوڑ جائیں۔ جزیرے کی پولیس ادھر ہی آ رہی ہے چوہان یہی خبر لایا ہے۔"

"کیا بک رہے ہو؟" جولیا آنکھیں پھاڑ کر بولی۔

"رابرٹو جعلی نوٹ چلاتا ہوا پکڑا گیا ہے اور اس نے بتا دیا ہے کہ اسے وہ نوٹ اس عمارت کی ایک تجوری سے ملے تھے۔"

"میرے خدا....." جولیا بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

چوہان اور صفدر تھوڑا سا سامان جس میں دو رائفلیں بھی تھیں۔ سنبھالے ہوئے عقبی

دروازے کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

اندھیرا پھیل چکا تھا وہ سب بڑی تیزی سے نالے میں اتر گئے۔ کچھ دور چلنے کے بعد انہیں جوزف ملا۔ جس کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی ٹارچ تھی۔

جولیا نے ایک طویل سانس لی۔

وہ گرتے پڑتے آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے' جوزف انہیں روشنی دکھا رہا تھا۔

خشک نالے کی گہرائی دس گیارہ فٹ سے کسی طرح کم نہیں تھی اور جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ گہرائی زیادہ ہی ہوتی جا رہی تھی۔ زمین کی سطح جہاں وہ چل رہے تھے ناہموار تھی۔ اس لئے جولیا بہت جلد تھکن محسوس کرنے لگی تھی۔

"مجھ سے تو نہیں چلا جاتا۔" وہ منمنائی

"پولیس کی گاڑی منگواؤں!" عمران نے پوچھا۔

"مجھے خواہ مخواہ دھمکانے کی کوشش نہ کرو! نہیں چلا جاتا۔ میں دم لینے کے لئے بیٹھوں گی۔"

"جوزف کی پیٹھ پر بیٹھو گی؟ رکنا ممکن نہیں!"

"لگام تمہارے منہ میں ہو تو بہتر ہے۔" جولیا نے کہا۔

وہ رک گئے تھے۔ جوزف نے جولیا اور عمران کی گفتگو سُنی تھی اور دانت نکال دیئے تھے۔

"ہاں مسّی!" وہ یک بیک زمین پر دونوں ہاتھ ٹیک کر بیٹھتا ہوا بولا۔

"ہُشت!" جولیا بھنا گئی۔

"ارے تو سفید گھوڑا کہاں سے پیدا کروں؟" عمران پیشانی پر ہاتھ مار کر بولا۔ اور پھر اس نے جوزف کی گردن پکڑ کر اسے سیدھا کھڑا کر دیا۔

"چلتی رہو!" جولیا کے شانے پکڑ کر اسے آگے بڑھاتا ہوا بولا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ جوزف کی تلاش کی ہوئی جگہ تک پہنچ سکے۔ یہ ایک کافی کشادہ غار تھا جس کے دہانے کے گرد قد آدم جھاڑیاں تھیں۔

"خدا کی پناہ!" جولیا بڑبڑائی "اگر یہ کسی درندے کا بھٹ ثابت ہوا تو کیا کریں گے؟"

"رمی یا کٹ تھروٹ کھیلیں گے۔ میں تاش کے پتے لایا ہوں!" عمران نے جواب دیا۔

"تمہاری آواز مجھے زہر لگتی ہے۔" جولیا بولی۔

"جب خودکشی کرنے کو دل چاہے تو مجھ سے ایک گیت کی فرمائش ضرور کرنا۔"

"مت بکواس کرو۔ اس بار ہمیں شاید مرنا ہی پڑے گا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ وہ چپ چاپ ادھر ادھر بیٹھ گئے تھے۔ کبھی کبھی جوزف ٹارچ روشن کرتا اور پھر گھپ اندھیرا چھا جاتا۔

"ہاں اب تم پوری بات بتاؤ.... چوہان!" عمران نے کہا۔

"میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ نوٹ جعلی ہوں گے!" چوہان نے کہا۔

"لیکن اس پر غور کرنے کی زحمت کسی نے بھی گوارا نہیں کی کہ اس تجوری میں نوٹ بھرے ہوئے تھے اور کنجی بھی اس کے اُوپر پڑی مل گئی تھی۔ بوغالا کھ شریف.... اور مہمان نواز سہی لیکن اس طرح بھی دولت لٹائی جا سکتی ہے؟ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟.... کیوں؟"

"آپ ہمیں الزام نہیں دے سکتے مسٹر عمران۔"

"کیوں؟"

"آپ ہی کے کہنے کے مطابق ہم نے خود کو حالات کے دھارے پر بہنے دیا تھا۔"

"لیکن میں نے کب ایسا ہونے دیا۔ میں نے تم میں سے کسی کو تجوری والی دولت کا حصہ دار بنایا تھا۔"

"تم سچ مچ درندے ہو۔" یک بیک جولیا بول پڑی۔

"یہ کس خوشی میں.... مس جولیا نافٹنر واٹر؟"

"تم نے بیچارے رابرٹو کو پھنسوا دیا۔"

"چالیس آدمیوں کا قاتل بیچارہ نہیں ہو سکتا مس فٹنر واٹر اور پھر آپ نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ آپ بھی اسی کے ساتھ باہر تشریف لے جائیں گی۔"

"کیا تم نہیں چاہتے تھے کہ وہ باہر جائے؟"

"یہ میں نے کب کہا ہے۔" عمران بولا۔ "نوٹوں پر مجھے شبہ تھا۔ اس لئے کسی نہ کسی طرح تجربہ تو کرنا ہی تھا۔ خیر ختم کرو۔ میں نے صحیح قدم اٹھایا یا غلط اس کی ذمہ داری صرف مجھ پر ہی عائد ہوتی ہے.... ہاں مسٹر چوہان!"

"اس نے پولیس کو جو بیان دیا ہے اس میں ہمارا ذکر کہیں نہیں آنے پایا۔" چوہان بولا۔

"گڈ.... تو پھر.... کیا بیان دیا؟"

"اس نے بتایا کہ وہ روم جا رہا تھا۔ اچانک ایک جگہ پر جہاز رکا اور کپتان نے انہیں ایک کشتی پر اترنے پر مجبور کر دیا۔ ان دونوں کے ساتھ ایک آدمی اور بھی اترا تھا' جو انہیں ریوالور کی نال کے زور پر اس جزیرے تک لایا اور ایک خالی عمارت میں چھوڑ کر خود کہیں غائب ہو گیا۔ پھر رابرٹو نے انہیں تجوری کی کہانی سنائی تھی۔"

"بہت مناسب رپورٹ ہے۔" عمران بڑبڑایا۔ "یہ رابرٹو سو فیصد عقل کا اندھا نہیں ہے۔"

"اور دوسری بات .... عمارت کا پتہ سن کر پولیس آفیسر اچھل پڑا تھا اور اس نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ اپنے ساتھیوں سے فرانسیسی میں کچھ کہا تھا۔ جسے میں نہیں سمجھ سکا۔"

"خوب تو گویا عمارت پولیس کی دلچسپی کا مرکز ہے۔" عمران نے کہا۔

"اب دیکھنا ہے کہ ان دونوں کا کیا حشر ہوتا ہے۔" جولیا طویل سانس لے کر بولی۔

"لیکن کیا ہم یہاں اسی مقصد سے لائے گئے تھے کہ بوغا جعلی نوٹوں کا تجربہ کرے۔" صفدر نے کہا۔

"یہ سوال کام کا ہے۔" عمران بولا۔

"باس! میری موت قریب ہے!" جوزف بولا۔ جس کا گلا رندھا سا معلوم ہو رہا تھا۔

"تیزی سے اس کی طرف بڑھتے چلے جاؤ خسارے میں نہیں رہو گے۔"

"اب میں کیا کروں.... شیپالی بھی نہیں ملی۔"

"بکواس بند کرو۔"

جوزف خاموش ہو گیا۔ پھر وہ سب ہی خاموش ہو گئے۔ غار کا اندھیرا تکلیف دہ تھا۔ وہ ایک دوسرے کی سانسیں سنتے رہے۔

دوسری صبح وہ بھوک سے نڈھال اٹھے۔ جوزف سے تو اٹھا ہی نہیں جا رہا تھا۔ اس نے بدقت انہیں اس جگہ کا پتہ بتایا جہاں اس نے جنگلی پھل دیکھے تھے۔ صفدر اور عمران بتائے ہوئے راستے پر چل پڑے۔ اس کے لئے انہیں بار بار جھاڑیوں میں گھسنا پڑتا تھا۔ انہیں کہیں بھی انسانی قدموں کے بنائے راستے نہ دکھائی دیئے۔ ایک جگہ بلندی سے انہیں پانی گرنے کی مدھم آواز کانوں

میں آئی اور وہ اسی طرف چل پڑے۔

یہ ایک چھوٹا سا چشمہ تھا جو ایک تناور درخت کی جڑ سے پھوٹا تھا۔ نرکلوں کی .... جھاڑیوں نے اس کے گرد احاطہ کر رکھا تھا۔ کچھ دور پھیلنے کے بعد وہ ایک پتلی سی نالی کی شکل میں نرکل کی جھاڑیوں سے بھی گذر کر غالباً دس فٹ کی بلندی سے ایک چٹان پر گرتا تھا اور اس کی آواز نے یہاں تک ان کی راہنمائی کی تھی۔

"سیب!" صفدر نے درختوں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

انہوں نے کچھ پھل توڑے لیکن وہ سیب تو نہیں ہو سکتے تھے گو شکل سیبوں ہی جیسی تھی۔ چھلکا اتنا سخت اور چیمڑ تھا کہ اس سے دانتوں کا گذرنا آسان نہیں تھا۔ عمران نے چاقو آزمایا لیکن چھلکا اس طرح کٹ رہا تھا جیسے وہ چمڑے پر کند چھری چلانے کی حماقت کر بیٹھا ہو۔ البتہ گودا سیب سے بھی نرم ثابت ہوا۔ پھل میٹھے تھے لیکن سیبوں کی خوشبو ہرگز نہیں تھی۔

"غنیمت ہے!" عمران سر ہلا کر بولا۔

صفدر جو دوسرا پھل کاٹ رہا تھا ایک بیک اچھل پڑا۔ پھل اور چاقو دونوں ہی اس کے ہاتھ سے گر گئے۔ چشمے کی دوسری طرف ایک آدمی ان کی جانب ریوالور تانے کھڑا تھا۔ وہ نرکل کی جھاڑیوں سے اس طرح نکلا تھا کہ ہلکی سی آواز بھی نہیں ہوئی تھی۔ دونوں کے ہاتھ اُوپر اٹھ گئے۔

یہ ایک شکستہ حال آدمی تھا۔ سر کے بال الجھے ہوئے تھے اور شیو بھی عرصے کا معلوم ہوتا تھا۔ کپڑے گندے اور شکستہ تھے۔ آنکھوں سے وحشت جھانک رہی تھی۔

"تمہاری جیبوں میں جو کچھ بھی ہو زمین پر ڈال دو۔" اس نے فرانسیسی زبان میں کہا۔

"ہماری جیبوں میں بھی ریوالور موجود ہیں! عمران نے مسکرا کر کہا۔ "کیا انہیں ہاتھ لگانے کی اجازت دو گے؟"

اجنبی نے قہقہہ لگایا لیکن وہ صرف آواز ہی تھی اسے قہقہہ کسی صورت میں بھی نہیں کہا جا سکتا تھا.... کھوکھلی سی آواز..

اس نے کہا "مجھے دھمکانے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں اتنا گدھا نہیں ہوں اگر تمہاری جیبوں میں ریوالور ہوتے تو تم کبھی ان کا حوالہ نہ دیتے۔ کوشش کرتے کہ اسی کے بہانے مجھ سے

چھٹکارا پا جاؤ!"

عمران نے اس طرح منہ بنا کر صفدر کی طرف دیکھا جیسے سچ مچ اس کی کوئی اسکیم فیل ہو گئی ہو۔

"چلو!" اجنبی غرایا۔

ان کے درمیان چھ فٹ سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا لیکن پانی کی گہرائی کا اندازہ عمران کو نہیں تھا۔ پھر بھی صفدر کی دانست میں وہ کسی تدبیر ہی کی فکر میں تھا۔

اور .... عمران سوچ رہا تھا کہ اجنبی کو کسی طرح اسی کنارے پر آنا چاہئے۔ وہ خود اس کی طرف چھلانگ نہیں لگانا چاہتا تھا کیونکہ اُدھر نرکل کی جھاڑیاں اس کے حملے کو ناکام بھی بنا سکتی تھیں۔

"اس کی کیا ضمانت ہے کہ ہماری جیبیں خالی کرا لینے کے بعد تم ہمیں مار نہ ڈالو گے!" عمران نے کہا۔

اجنبی اسے خونخوار نظروں سے گھورتا ہوا بولا۔ "اگر میں اپنے دو کارتوس بچا سکوں تو مجھے خوشی ہی ہو گی!"

"تم فرانسیسی نہیں معلوم ہوتے .... تمہارا لہجہ ...." عمران نے کہا۔

"تم بھی فرانسیسی نہیں معلوم ہوتے .... لیکن جلدی کرو۔"

یک بیک اس کی پشت پر جھاڑیوں میں جنبش ہوئی اور دوسرے ہی لمحے میں ایک خوش لباس جوان عورت اس کے پیچھے کھڑی تھی۔

"نہیں موسیو!" اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا "خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ ریوالور نہیں ہے۔"

"اوہ! خدا تمہیں غارت کرے۔" وحشی اجنبی دانت پیس کر بولا۔ "سارا رومان چوپٹ کر کے رکھ دیا۔"

"میں سچ کہتی ہوں کہ اب تمہیں پاگل خانے ہی پہنچا کر دم لوں گی۔" عورت نے ہاتھ ہلا کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے میرے حال پر چھوڑ دو! اجنبی حلق پھاڑ کر چیخا۔

اتنی دیر میں عمران جست لگا کر دوسرے کنارے پر پہنچ چکا تھا۔ صفدر جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

"کچھ بھی ہو .... یہ پولیس کیس ہے مادام" عمران نے کہا۔

"اوہ! مجھے افسوس ہے موسیو .... آپ کو تکلیف پہنچی ہوئی۔ لیکن یہ واقعہ ایک مذاق سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا .... یقین کیجئے!"

"میں نہیں سمجھا۔"

"اسے ہیرو بننے کا خبط ہے .... کہتا ہے کہ میں بالکل ٹکساس کے جنگلیوں کی طرح رہزنی کر سکتا ہوں۔"

"میں کہتا ہوں چلی جاؤ یہاں سے۔" اجنبی پھر چیخا۔

"تم چپ چاپ میرے ساتھ چلو گے .... سمجھے!" عورت نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا میں آپ کی کوئی مدد کر سکتا ہوں مادام!"

"شکریہ موسیو! میں اسے گھر لیجانا چاہتی ہوں۔ ڈر ہے کہ کہیں اسے پولیس نہ پکڑ لے!"

اجنبی نے بالکل فلمی انداز میں ایک طویل قہقہہ لگا کر کہا۔ "پولیس .... ہیہہ .... پولیس کے سامنے مائیکل دی لاتوشے کا نام لو اور دیکھو کس طرح ان کے ہاتھوں کے طوطے اُڑتے ہیں۔ پولیس .... حقیر چیونٹیوں کی طرح رینگنے والے کیڑے .... ہہ ہا ...."

"چپ چاپ گھر چلو دوست! ورنہ تمہیں پیٹھ پر لاد کر لے جاؤں گا۔" عمران نے کہا۔

"چلو مائیکل!" عورت بولی۔

"ارے دفع ہو جاؤ! میں بگڑا ہوا گھوڑا نہیں ہوں کہ رام ہو جاؤں گا۔ آدمی ہوں اور آدمی کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے۔ میں جو کچھ بھی کرتا ہوں اس کی پشت پر ایک بہت بڑا فلسفہ ہے۔ تم ایک ماہی گیر کی بیٹی ہو۔ جاؤ یہاں سے تمہارے جسم میں مچھلیوں کی بساندھ آ رہی ہے۔"

"تم اپنا حلیہ دیکھو .... خبیث کہیں کے!" عورت جھلا گئی۔

"مشقت پسند آدمی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسا میں ہوں یعنی مائیکل دی لاتوشے۔"

یک بیک عمران نے اس کے ہاتھ سے ریوالور جھپٹ لیا۔

"اوہ!" وہ لڑکھڑاتا ہوا دو چار قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔" عمران نے گرج کر کہا اور اجنبی کے ہاتھ سچ مچ اوپر اُٹھ گئے۔

"تو نے مجھے تباہ کر دیا۔" اجنبی عورت کی طرف دیکھ کر بڑبڑایا۔

"ہاں! آپ آگے چلئے مادام۔" عمران نے کہا اور پھر اجنبی سے بولا۔ "تم پیچھے چلو! مڑ کر دیکھا اور میں نے ٹریگر دبایا..... سمجھے!"

عورت مسکرائی اور جھاڑیوں میں مڑ گئی۔ اجنبی دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اس کے پیچھے تھا۔

عمران نے صفدر سے اُردو میں کہا "تم پھل لے جاؤ میں کچھ دیر بعد آؤں گا۔ مگر تم میں سے کوئی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔"

اجنبی چپ چاپ ہاتھ اٹھائے چلتا رہا۔ عورت آگے تھی۔ عمران نے اس ریوالور کو سچ مچ نقلی ہی پایا جس میں دھماکہ پیدا کرنے والے بے ضرر کارتوس لگے ہوئے تھے۔

ضروری نہیں تھا کہ عمران اس معاملے میں اتنی زیادہ دلچسپی لیتا لیکن اسے اپنے اور اپنے ساتھیوں کا پیٹ بھی تو پالنا تھا اس کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑتا۔

وہ تھوڑی دیر تک خاموشی سے چلتا رہا۔ پھر عورت سے پوچھا۔ "یہ آپ کے کون ہیں ماد

"یہ نہ پوچھئے موسیو! مجھے افسوس ہوتا ہے جب کوئی مائیکل کے متعلق گفتگو کرتا ہے.... یہ میرا شوہر ہے۔"

"ہو.... اُو...." عمران نے سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکوڑے اور یک بیک اجنبی بول پڑا۔

"شادی کر کے میں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑی ماری تھی۔ اس سے زیادہ غیر رومانی چیز دنیا میں اور کوئی ہے ہی نہیں.... لعنت ہے مجھ پر۔"

عورت چلتے چلتے رُک کر مڑی اور اب عمران نے اسے غور سے دیکھا۔ عمر پچیس سے زیادہ نہ رہی ہوگی۔ رنگت بھی نکھری ہوئی تھی لیکن آنکھیں.... اگر آنکھیں بھی آرڈر میں ہوتیں تو اسے ہر حال میں قبول صورت ہی کہا جا سکتا۔ آنکھیں کچھ اس انداز میں بھینگی تھیں کہ وہ بیک وقت دو مختلف سمتوں میں دیکھتی ہوئی معلوم ہوتی تھیں۔

اس کے رکتے ہی مائیکل بھی رُک گیا پھر عمران کیوں نہ رُکتا۔

"کیا کہا تم نے!" عورت آنکھیں نکال کر بولی اور اس کے چہرے کی ویرانی میں کچھ عجیب سا اضافہ ہوگیا۔

"میں نے ٹھیک کہا۔ یہ شادی مجبوری تھی۔ اگر میرا باپ تمہارے باپ کا قرضدار نہ ہوتا۔"

"بکواس بند کرو!" عورت دہاڑی۔

"مادام میرا خیال ہے کہ آپ چلتی ہی رہئے ورنہ یہ کبھی گھر نہیں پہنچ سکے گا۔" عمران بولا۔

عورت چند لمحے کھڑی مائیکل کو گھورتی رہی۔ پھر آگے بڑھ گئی۔

عمران نے اجنبی سے بھی چلنے کو کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ ساحل کی ایک ایسی بستی میں پہنچے، جو چھوٹے چھوٹے جھونپڑوں پر مشتمل تھی اور جس کے وسط میں ایک مکان تھا حالانکہ اس مکان کی چھت بھی بھوس ہی کی تھی لیکن دیواریں پتھر کے ٹکڑوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھی۔ مکان کے چاروں طرف ہری بھری کیاریاں تھیں جن کا پھیلاؤ دور تک تھا اور مکان کے ساتھ فالتو زمین کی حد بندی لکڑی کے لٹھوں سے کی گئی تھی۔ احاطے میں داخل ہوتے ہی عمران نے ریوالور جیب میں ڈال لیا تھا۔

صدر دروازے کے قریب پہنچ کر عورت رُک گئی اور اس نے عمران سے کہا۔ "اب براہ کرم میری مدد کیجئے تاکہ میں اسے کمرے میں بند کر سکوں۔ اس وقت یہاں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ سب کشتیوں پر ہوں گے۔"

"میں اس ظلم کے خلاف احتجاج کرتا ہوں۔" مائیکل نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔ اور پھر زمین پر بیٹھ گیا۔

"اٹھو مائیک! میں جو کچھ کر رہی ہوں اسی میں تمہاری بہتری ہے، پچھلی بار پاپا نے تمہیں کس بُری طرح پیٹا تھا.... تمہیں یاد ہے نا!"

"آج اس سے کہو کہ مجھے قتل ہی کر دے.... میں تو نہیں اُٹھوں گا۔"

"موسیو! براہِ کرم۔" عورت عمران سے مخاطب ہوئی اور عمران مائیکل سے بولا۔

"موسیو مائیکل! میں آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ براہِ کرم اٹھ جائیے۔ مجھے اس بات پر مجبور نہ کیجئے کہ میں آپ کو اٹھانے کی کوشش کروں اور ناکام ہو جاؤں۔"

عورت اس انوکھی استدعا اور دھمکی پر مسکرا پڑی لیکن پھر فوراً ہی سنبھل کر پیشانی پر سلوٹیں ڈال لیں۔

"میں تو ہرگز نہیں اٹھوں گا۔" اجنبی نے کسی درندے کی طرح دانت نکالے اور عمران بے بسی سے عورت کی طرف دیکھنے لگا۔

"اُٹھ جاؤ مائیکل میں کہتی ہوں۔"

"نہیں اٹھوں گا۔"

"آپ مجھے اپنا نام بتائیے مادام! پھر میں کوشش کروں گا۔" عمران نے کہا۔

"نام سے کیا ہوگا؟" عورت نے حیرت ظاہر کی۔

"آپ کے ستارے بہت اچھے ہیں۔ یہ آپ کی روشن پیشانی پر تحریر ہے۔ آپ کا نام میری فتح کا باعث ہوگا۔"

"عجیب بات ہے۔"

"آپ تجربہ کر لیجئے!"

"اس کے ستارے خونی ہیں" مائیکل نے قہقہہ لگایا۔

"میرا نام اگاتھا ہے...." شاید اس نے مائیکل کے جملے پر جل کر عمران کو اپنا نام بتایا تھا۔

دفعتاً عمران "اگاتھا" کا نعرہ لگا کر جھکا اور مائیکل کو اٹھا کر اس طرح کمر پر لاد لیا جیسے مشکیزہ اٹھاتے ہیں۔ عورت کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ شاید وہ اس حد تک متوقع نہیں تھی۔

"چلئے!" عمران نے بڑے اطمینان سے کہا۔ مائیکل اس کی گرفت سے رہا ہو جانے کے لئے ہاتھ پیر مار رہا تھا لیکن عمران کے چہرے سے نہ تو تکان ہی ظاہر ہو رہی تھی اور نہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ اسے کچھ دیر اٹھائے نہ رہ سکے گا۔ وہ اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتی ہوئی صدر دروازے سے گذر گئی۔

کچھ دیر بعد مائیکل کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا اور وہ دونوں دروازے کے قریب کھڑے اس کی گالیاں سن رہے تھے۔

"مائیکل خدا کے لئے آدمی بنو!" اگاتھا نے کہا۔

"جاؤ یہاں سے دفع ہو جاؤ۔ میری ہڈیاں انتقام کے لئے سلگ رہی ہیں۔"

"اگر آپ چاہیں تو چائے کی کیتلی اس کی ہڈیوں پر رکھ سکتی ہیں۔" عمران نے مسکرا کر کہا۔

وہ بھی مسکرائی اور وہاں سے ہٹ آنے کا اشارہ کیا۔

"آپ نے میرے ستاروں کے بارے میں کچھ کہا تھا موسیو!" وہ ایک جگہ رُکتی ہوئی بولی۔

"جی ہاں! آپ کے ستارے آپکی پیشانی پر چمک رہے ہیں۔ میری نظروں سے نہیں چھپ

سکتے.... میں جو رُوحوں کا شکاری ہوں۔"

"روحوں کا شکاری!"

"ہاں! روحوں کا شکاری۔ ساری دنیا میری مٹھی میں ہے اس کے باوجود بھی مجھے دھکے کھاتے پھرنے میں خوشی محسوس ہوتی ہے مجھ پر سینچر یعنی کہ سیٹر ڈے سوار ہے اور میں ہمیشہ ہاف ڈے کے خواب دیکھتا رہتا ہوں۔ دُنیا کا آدھا دن جو چھ راتوں سے بھی بڑا ہوگا۔ یوں تو نیلو اور مسرت نذیر بھی ستارے ہی ہیں مگر تمہارے ستارے .... ونڈر فل.... تھوڑی چائے ہوگی مادام؟...."

"آپ کی باتیں میں نہیں سمجھ سکتی" اگاتھا نے پلکیں جھپکائیں "ہاں میں آپ کو چائے ضرور پلاؤں گی۔ آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اگر آپ مدد نہ کرتے تو آج مائیکل نکل ہی گیا ہوتا.... آئیے!"

عمران اس کے ساتھ چلتا رہا۔ وہ اسے کچن میں لے آئی۔ یہاں ایک بھدی سی میز پڑی ہوئی تھی جس کے گرد تین چار کرسیاں تھیں۔

"بیٹھئے!" اگاتھا نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "میں نے موسیو مائیکل کے گرد کالی رُوحوں کا ناچ دیکھا ہے۔"

"کیا؟" عورت کا لہجہ خوفزدہ تھا۔

"ہاں مادام۔ نہ وہ کسی خبط میں مبتلا ہیں اور نہ پاگل ہیں.... بس کالی رُوحیں.... آپ انہیں اُس آسیب زدہ جنگل میں کیوں جانے دیتی ہیں؟"

"اوہ! مگر آپ وہاں کیا کر رہے تھے۔!"

"بتایا نا کہ ہم روحوں کے شکاری ہیں۔ ہزاروں میل کا سفر کر کے یہاں آئے ہیں تاکہ ان روحوں کا شکار کر سکیں، جو جنگل میں سانپوں کی طرح پھپھکارا کرتی ہیں۔ مگر افسوس....!"

عمران ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ اس کے چہرے سے گہرے غم کا اظہار ہو رہا تھا۔

"کیوں کیا بات ہے؟" اگاتھا نے چولہے پر کیتلی رکھتے ہوئے پوچھا اور پھر اسکی طرف دیکھ کر بولی "اوہ! آپ اتنے مغموم کیوں نظر آنے لگے ہیں؟"

"کچھ نہیں! میرے ایک ساتھی کی غفلت کی وجہ سے پوری پارٹی مفلس ہو گئی ہے ہم نے

پچھلی رات بھی فاقہ کیا تھا اور اس وقت جنگلی پھلوں پر گذارہ کرنے کا ارادہ تھا۔"

"کیوں.... کیا ہوا تھا؟"

"اس نے ساری پونجی گنوا دی۔ بندرگاہ پر اُترتے ہی کسی نے وہ صندوق غائب کر دیا جس میں ہماری رقومات تھیں۔"

"یہ تو بہت بُرا ہوا۔"

"بُرے سے بھی کچھ زیادہ۔ یقین کیجئے کہ ہم اس جزیرے کو ان بُری روحوں سے نجات دلانے کا تہیہ کر کے آئے تھے جن کی چیخیں اور پھنکاریں سن کر لوگ نیم مردہ ہو جاتے ہیں۔"

"اوہو! کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں؟"

"ہاں مادام! کیا آپ کو میری پُراسرار قوتوں پر شبہ ہے؟"

"نہیں قطعی نہیں! آپ نے مائیکل جیسے گرانڈیل آدمی کو اس طرح اٹھا لیا تھا۔"

"ارے نہیں! وہ تو آپ کے نام کی قوت تھی۔"

"آپ مذاق کر رہے ہیں۔" اگاتھا کھسیانے انداز میں ہنسی۔

"یہ کہہ کر آپ مجھے دُکھ پہنچا رہی ہیں مادام!" عمران کا لہجہ مغموم تھا۔

"بھلا میرے نام کی قوت کیوں؟"

"آپ کے نام کے ستارے ان دنوں ایسے ہی ہیں۔ آپ دیکھیں گی کہ آپ کتنی عجیب و غریب چیزوں سے دوچار ہیں لیکن ڈریئے نہیں۔ سب کچھ آپ ہی کے مفاد میں ہوگا۔ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ آپ کی کیا عمر ہے؟"

"شائد پچیس سال۔"

"نہیں!" عمران متحیرانہ انداز میں اچھل پڑا۔

"جی ہاں! مگر آپ اس پر متحیر کیوں ہیں؟" عورت نے خود بھی تحیر زدہ لہجے میں کہا۔

"ارے۔ میرا اندازہ تو یہ تھا کہ آپ سولہ سال سے زیادہ کی ہو ہی نہیں سکتیں۔" عمران نے آنکھیں پھاڑے ہوئے کہا پھر جلدی سے بولا "مگر نہیں مجھے حیرت کیوں ہو رہی ہے اس پر.... کیا میں نے آپ کی پیشانی پر چمکنے والے ستاروں کو نہیں دیکھا۔ خیر ہاں تو اگر آپ کی عمر پچیس سال ہے تو...."

عمران خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا۔ اس کے ہونٹ آہستہ آہستہ ہل رہے تھے جیسے بے آواز کچھ کہہ رہا ہو۔ اگاتھا کی دلچسپی بڑھتی جا رہی تھی اس نے چائے کی کیتلی پر جھکتے ہوئے کہا "میں اپنے مستقبل کے متعلق بہت بے چین رہتی ہوں۔"

"ہوں" عمران چونک کر بولا "کیا کہا آپ نے؟"

اگاتھا نے اپنا جملہ پھر دہرایا اور عمران نے سر ہلا کر کہا "آپ کا مستقبل بہت شاندار ہے.... کیا آپ بتا سکتی ہیں کہ موسیو کب سے اس حال میں گرفتار ہیں؟"

اگاتھا نے فوراً جواب نہیں دیا۔

اب وہ چولہے پر سے کیتلی ہٹا کر اس جگہ فرائنگ پین رکھ رہی تھی۔ اس کے بعد اس نے نعمت خانے سے کچھ مٹن پائیاں نکالیں اور انہیں فرائنگ پین میں ڈال کر گرم کرنے لگی۔

وہ کچھ سوچ رہی تھی۔

آخر اس نے کہا "کیا آپ اس مقدس تاریک دل والے سے واقف ہیں جو جنگل میں چیخنے والی روحوں کا مالک ہے؟"

"میں نہیں سمجھا۔"

"فادر اسمتھ.... جو سارے جزیرے کے لئے وبالِ جان بنا ہوا ہے۔ اس کا مکان عموماً خالی ہی پڑا رہتا ہے لیکن پھر بھی لوگوں کا خیال ہے.... کہ وہ وہیں رہتا ہے۔"

"میں کچھ بھی نہیں جانتا اس کے متعلق۔" عمران نے کہا اور کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"وہ ایک ڈراؤنا آدمی ہے۔ پادری کے روپ میں بھیڑیا۔ وہ اس جزیرے کو سمندر میں غرق کر دینا چاہتا ہے۔ ہاں تو مائیکل بھی اس کے حلقہ بگوشوں میں سے تھا۔ پولیس نے ایک بار اسمتھ کے مکان پر ریڈ کیا تھا اسی وقت اس کے معتقدین کا حلقہ ٹوٹ کر بکھر گیا لیکن پادری اسمتھ پولیس کے ہاتھ نہ آ سکا۔ حالانکہ دوسرے دن بھی وہ اس عمارت میں نظر آیا تھا۔ اب بھی اکثر دکھائی دیتا ہے مگر پولیس بے بس ہے۔ شیطانی چرخے کے آگے پولیس کی کیا چلے گی۔"

"مگر پولیس کیوں؟ میں نے آج تک نہیں سنا کہ کہیں کی پولیس نے کسی جادوگر میں دلچسپی لی ہو۔" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے...... مگر پولیس کا خیال ہے کہ وہ اس جادوگری کی آڑ میں کوئی غیر قانونی

حرکت کر رہا ہے۔ اسمتھ کے معتقدین کو بھی کھنگالا گیا تھا مگر ان کے خلاف کچھ بھی نہیں ثابت کیا جا سکا.... مائیکل بھی نہیں بچا تھا۔"

"لیکن وہ اب بھی اس بھوتوں کے جنگل میں گھومتا پھرتا ہے" عمران نے کہا۔

"ارے اسے ذرہ برابر بھی اس کی پرواہ نہیں تھی کہ پولیس اس میں دل چسپی لے رہی ہے۔"

"اچھا جزیرے کے عام باشندوں کا کیا خیال ہے اسمتھ کے بارے میں؟"

"وہ اسے صرف ایک ایسا جادوگر سمجھتے ہیں جس کے قبضے میں بدارواح ہیں۔"

عمران نے تشویش کن انداز میں سر کو جنبش دی۔

"اکیلا مائیکل ہی نہیں ہے" اگاتھا نے کچھ دیر بعد کہا "کئی اور بھی ہیں، جو اسی طرح پاگل ہو گئے ہیں۔ ان میں سے کوئی خدا کی تلاش میں ہے۔ کوئی اپنی محبوبہ کی یاد میں پچھاڑیں کھاتا ہے۔ ایک تو ایسا ہے جو دن رات جنگل میں اپنا گدھا ڈھونڈتا رہتا ہے حالانکہ اس کے باپ کے پاس بھی کبھی کوئی گدھا نہیں تھا۔ یہ سب جنگلوں میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔"

"خطرناک روحیں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی "وہ جزیرے کو سچ مچ غرق کرنا چاہتی ہیں.... کسی دن بہت بڑا طوفان آئے گا.... پہاڑوں جیسی لہریں جزیرے پر چڑھ آئیں گی۔ ایک بھی نہیں بچے گا۔"

"نہیں۔" اگاتھا خوفزدہ آواز میں بولی "ایسا نہ کہئے موسیو!"

"مجبوراً کہنا پڑتا ہے مادام.... جب ہم بھوکوں مر جائیں گے تو یہی ہوگا۔ ویسے ہماری زندگیوں میں تو ایسا ہونا ناممکن ہے۔"

"پھر بتائیے! میں آپ کے لئے کیا کروں؟"

"مجھے اور میرے ساتھیوں کو بھوکوں مرنے سے بچائیے.... اور ہمارا کسی سے بھی تذکرہ نہ کیجئے۔"

"میں یہی کروں گی۔"

"اور کوشش کیجئے کہ اب موسیو مائیکل یہاں سے نہ نکلنے پائیں۔"

اگاتھا نے چائے اور مٹن پائیاں اس کے سامنے رکھ دیں اور بولی "میں اسے بند ہی رکھتی

ہوں۔ لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کیسے نکل جاتا ہے۔"

"روحیں!"

"اوہ۔" اگاتھا اچھل پڑی اور خوفزدہ آواز میں بولی "یہاں بھی.... آتی ہیں روحیں!"

"بالکل آتی ہیں۔" عمران نے نتھنے سکوڑ کر زور زور سے سانسیں لیں۔ بالکل اسی طرح جیسے روحوں کی موجودگی سونگھنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر سر ہلا کر بولا "قطعی آتی ہیں مادام۔ مگر پوری طرح نہیں صرف اپنی پرچھائیاں ڈالتی ہیں۔"

"تو پھر ہم سب خطرے میں ہیں۔"

"یقیناً.... آپ سب بھی جنگل کی خاک چھان سکتے ہیں۔" عمران نے جواب دیا۔ اگاتھا کے چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"ڈریئے نہیں! میں آپ کو ایک طلسمی نقش دوں گا اور آپ سب ان روحوں سے محفوظ رہیں گے۔" عمران نے مٹن پائیوں پر ہاتھ صاف کرتے ہوئے کہا۔

بہر حال ناشتہ تگڑا ہی ہوا تھا۔

شکم سیر ہونے کے بعد اس نے اس سے قلم دوات اور کاغذ مانگا تاکہ "نقش" تحریر کر سکے۔

نقش یہ تھا۔

سیاں نے انگلی مروڑی رے

رام قسم شرما گئی میں

اس نے اسے تعویز کی طرح تہہ کر کے اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "کل صبح جب سورج نکلے تو اسے داہنی مٹھی میں دبا کر مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو جائیے گا۔ صرف پانچ منٹ تک کھڑے رہنا پڑے گا۔ پھر اس کے بعد اسے کمرے کے اندر ہی کہیں دفن کر دیجئے گا۔ میرا دعویٰ ہے کہ آپ لوگ روحوں کے شر سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن موسیو مائیکل پر سایہ ذرا گہرا ہے اس لئے اس کا معاملہ ذرا دیر سے سلجھے گا۔"

"شکریہ!" اگاتھا نے تعویز اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا "میں کسی سے بھی نہیں بتاؤں گی اور آپ لوگوں کی مدد کروں گی.... مگر آپ کہاں سے آئے ہیں؟"

"مصر سے!"

"اوہ.... مصری جادوگر!"

"ہاں! میں فرعون کے مقبرے میں بیٹھ کر اس کی روح کے ساتھ لوڈو کھیلا کرتا تھا۔" عمران نے فرانسیسی میں کہا اور پھر اُردو میں بڑبڑایا "ایسا جھوٹ اگر شیطان بھی بولتا تو اس کا کلیجہ شق ہو جاتا۔"

O

عمران لدا پھندا ہوا جنگل میں داخل ہو رہا تھا۔ اگاتھا نے اسے کھانے پینے کا اتنا سامان دیا تھا جو کئی دنوں کے لئے کافی ہوتا۔ وہ مائیکل کے متعلق سوچ رہا تھا اور وہ دوسرے بھی اس کے ذہن میں تھے جو اگاتھا کے بیان کے مطابق کسی نہ کسی بہانے جنگل میں مارے مارے پھرا کرتے تھے پادری اسمتھ کس قسم کا رول ادا کر رہا تھا؟ کیا محض اس لئے کہ بوغا دوسروں کے ذریعہ اپنے جعلی نوٹ آزمائے؟ یہ کام تو کسی مقامی ہی آدمی سے لیا جا سکتا تھا۔ اس کے لئے اتنی تگ ودو کی کیا ضرورت تھی؟ نہیں! مقصد صرف نوٹوں کی آزمائش نہیں ہو سکتا تھا۔ تو پھر بوغا کیا یہی چاہتا تھا کہ....

وہ اس سے آگے نہ سوچ سکا کیونکہ غار قریب آ گیا تھا لیکن جیسے ہی اس نے دہانے میں قدم رکھا۔ دو تین آدمی اس پر ٹوٹ پڑے۔

"ارے.... ارے...." عمران اچھل کر پیچھے ہٹتا ہوا بولا۔

سارا سامان اس کے ہاتھوں سے گر گیا تھا۔

حملہ آور تین تھے۔ ان میں سے ایک نے ریوالور نکال کر عمران کو کور کر لیا۔ اسے سنبھلنے کا موقع نہ مل سکا۔

"جنبش کی اور مارے گئے۔" ریوالور والے نے انگریزی میں کہا۔

عمران اپنے ساتھیوں کے متعلق سوچنے لگا تھا۔ پتہ نہیں ان پر کیا گذرنی ہو۔ اس نے ایک بار پھر ان تینوں کا جائزہ لیا۔ یہ لوگ اچھی حالت میں تھے۔ یعنی ان کی پوشش میں اس قسم کا بے ڈھنگا پن نہیں نظر آیا تھا کہ انہیں بھی مائیکل ہی قسم کے لوگوں میں سے سمجھا جا سکتا۔ ان کی قمیصیں بے داغ تھیں اور ٹائیوں کی گرہیں بھی سلیقے کی حدود ہی میں تھیں۔

"اس کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔" ریوالور والے نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا۔

عمران کے چہرے پر حماقت کے آثار تھے۔ آنکھوں سے نہ خوف ظاہر ہو رہا تھا اور نہ

.... وہ دونوں اس کی طرف بڑھے لیکن ان سے تھوڑا سا اناڑی پن سرزد ہو گیا اگر وہ سامنے ہی سے جھپٹنے کی بجائے دائیں اور بائیں سے آئے ہوتے تو عمران کسی چوہے کی طرح چپ چاپ ان کی ہر زیادتی سہہ جاتا۔ شاید اس کے ہاتھ بھی پشت پر باندھ دیئے گئے ہوتے، لیکن جیسے ہی وہ عمران اور ریوالور والے کے درمیان حائل ہوئے۔ عمران نے ڈبکی لگائی اور دونوں ہی کو سمیٹ کر ریوالور والے پر جھونک مارا اور خود بھی ساتھ ہی چھلانگ لگائی اس کا ہاتھ اتنا ہی جچا تلا پڑا تھا کہ پہلی ہی کوشش میں اس نے ریوالور چھین لیا اور ان کے اٹھنے سے پہلے ہی دور جا کھڑا ہوا۔

"ہاتھ اوپر اٹھاؤ دوستو!" اس نے مسکرا کر کہا "یہ ایک دوستانہ مشورہ ہے ویسے کیا تم میرے ساتھیوں کا پتہ بتاؤ گے؟"

ان کے ہاتھ اوپر تو اٹھ گئے لیکن غصے کی وجہ سے حلئے بگڑے جا رہے تھے۔

"وہ جہنم میں ہیں۔" ایک غرایا "اور تم بھی جلد ہی وہیں پہنچ جاؤ گے۔"

"میں جلد بازی کا قائل نہیں ہوں۔" عمران نے بائیں آنکھ دبائی۔ "بہتر یہی ہے کہ دماغ ٹھنڈا کر کے مجھ سے گفتگو کرو!"

"کیوں شامت آئی ہے۔ ریوالور زمین پر ڈال کر خود کو ہمارے حوالے کر دو۔ ہم تمہیں جان سے نہیں مارنا چاہتے۔ اگر یہی کرنا ہوتا تو تم اب تک زندہ کیوں رہتے۔"

"میں جانتا ہوں کہ تم میری شادی کرانے کے لئے یہاں پکڑ لائے ہو۔ مگر میں ابھی نابالغ ہوں سمجھے!" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا "تمہیں شرم آنی چاہئے اس زبردستی پر۔ چلو بتاؤ کہاں ہیں میرے ساتھی؟"

"ہم تمہیں وہیں پہنچا دینا چاہتے تھے!"

"اے تو اس طرح پہنچایا جاتا ہے۔ توپ بھی باندھ لائے ہوتے ساتھ۔" عمران نے چڑچڑے پن کا مظاہرہ کیا۔

یک بیک پشت سے کسی نے اس پر حملہ کیا اور ریوالور ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ لیکن ساتھ ہی عمران بھی اس کی گرفت سے نکل گیا پھر ایک آدمی ریوالور اٹھانے کے لئے جھپٹا ہی تھا کہ عمران نے اپنے ریوالور سے اس کے ہاتھ پر فائر کر دیا۔ وہ چیخ مار کر دور جا گرا۔

"ہوں! تو اب جس میں ہمت ہو اٹھائے ریوالور۔" عمران انہیں دوبارہ کور کرتا ہوا بولا اس

پر حملہ کرنے والا بالی تھا جواب اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا۔

"سنو دوست!" عمران نے اس سے کہا "میں خود کو مجبور سمجھنے کا عادی نہیں ہوں.... سالہا سال اسی جزیرے میں بسر کر سکتا ہوں۔ خواہ میری جیب میں ایک پائی بھی نہ ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے تھے کہ میں ہی اس جعلی کرنسی کو بھنانے دوڑا جاؤں گا یا اپنے خاص آدمیوں میں سے کسی کو ایسا کرنے دوں گا؟"

زخمی آدمی اپنا ہاتھ دبائے بیٹھا کسی زخمی کتے کی طرح چیخ رہا تھا۔

"تم پھر غلط سمجھے ہو!" بالی مسکرایا۔ "خواہ مخواہ اپنے لئے مشکلات نہ پیدا کرو۔"

"میرے ساتھی کہاں ہیں؟"

"وہ محفوظ ہیں! کیا انہیں یہاں فاقے کرنے کے لئے پڑا رہنے دیا جاتا۔ تم بھی چلو! حالانکہ اس وقت تم نے ایک آدمی پر بڑا ظلم کیا ہے لیکن بوغا یہی چاہے گا کہ تمہیں ہر حال میں معاف کر دیا جائے۔"

''رابرٹو کو پولیس لے گئی۔'' عمران نے کہا۔

"تمہیں اس کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کیا وہ تمہارا کوئی خاص آدمی تھا؟ اگر یہی بات ہوتی تو تم اسے کرنسی استعمال ہی کیوں کرنے دیتے!"

"وقت نہ برباد کرو۔" عمران نے کہا "اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے دوسری طرف مڑ جاؤ اور اُدھر ہی چلو جہاں میرے آدمی ہوں۔"

"تم خواہ مخواہ حالات کو بدتر بنا رہے ہو۔"

"یہ میری بہت پرانی عادت ہے۔" عمران مسکرایا "چلو دیر نہ کرو، ورنہ تم صرف چار ہو، اور ریوالور میں پانچ گولیاں باقی ہیں۔ میرا نشانہ مشکل ہی سے خطا کرتا ہے۔"

"پچھتاؤ گے!"

"پرواہ نہ کرو!"

"چلو! اگر تم مرنا ہی چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" بالی دوسری طرف مڑتا ہوا بولا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی اپنی تقلید ہی کا اشارہ کیا تھا۔ زخمی بھی کراہتا ہوا اٹھا لیکن اس کی حالت ابتر تھی۔

"مجھے ایسی پریڈ بہت پسند آتی ہے۔ شاباش چلتے رہو۔" عمران بولا "لیکن مڑ کر دیکھنے والے کی ذمہ داری مجھ پر نہ ہوگی۔"

"تم میزبان کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر رہے ہو عمران!" بالی کی آواز غصے یا خوف سے پاک تھی۔

"وہ لوگ جو زبردستی مہمان بنائے گئے ہوں۔ ان سے اس سے کم کی توقع نہ رکھو!"

"بوغا کو غصہ نہ دلاؤ۔"

"کیا تم بوغا ہو؟"

"بوغا کے ہر نمائندے کو بوغا ہی سمجھو۔"

"تب تو تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔" عمران نے کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ تم ایسی حماقت نہیں کرو گے۔" بالی چلتا ہوا بولا۔ "تمہارے ساتھی ہمارے پاس ہیں.... وہ ایڑیاں رگڑ کر مر جائیں گے۔"

O

جولیا نے صفدر کے لائے ہوئے پھل کسی نہ کسی طرح حلق سے اتارے تھے اور چشمے کا ٹھنڈا پانی پی کر دل ہی دل میں عمران کو کوسنے لگی تھی۔

جوزف ایک جانب اکڑوں بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ صفدر نے کچھ پھل اس کی طرف بھی بڑھائے۔

"نہیں مسٹر!" جوزف سر ہلا کر بولا "کون جانے یہ پھل مجھے زندہ رکھنے کے لئے کافی ہی ہوں۔"

اس کے لہجے میں بیزاری تھی کیونکہ اسے پچھلے دن سے شراب کا ایک گھونٹ بھی میسر نہیں ہوا تھا۔ انہیں اس کے متعلق تشویش تھی۔ صفدر کی دانست میں تو شراب ہی اسے کام کا آدمی بناتی تھی ورنہ وہ تو بس ایک طرح کا سامان بن کر رہ جاتا تھا جسے کار آمد سوٹ کیسوں کی طرح اٹھائے پھرو۔

یک بیک جوزف نے عمران کے متعلق پوچھا اور جب اسے بتایا گیا کہ وہ کسی کے ساتھ کہیں تنہا گیا ہے تو وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"میں نہیں سمجھ سکتا کہ تم نے انہیں تنہا کیوں جانے دیا۔" جوزف اپنی آنکھیں پھاڑنے کی

کوشش کرتا ہوا بولا جو نیند کے دباؤ سے بوجھل ہوتی جا رہی تھیں۔

"کیوں؟" صفدر نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں اسے بہتر نہیں سمجھتا کہ اس جنگل میں انہیں تنہا چھوڑا جائے۔ بتاؤ وہ کدھر گئے ہیں"؟

"خود تلاش کر لو جا کر۔" صفدر نے لاپروائی سے کہا۔

"اے۔ تم کیسی الٹی سیدھی باتیں کر رہے ہو۔" جوزف نے جھرجھری سی لی۔ انداز بالکل کسی لڑاکے مرغے ہی کا سا تھا جس نے حریف کو سامنے دیکھ کر گردن کے پر پھلائے ہوں۔

جولیا جھپٹ کر بیچ میں آگئی۔

"ارے! کیا تم لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو۔ دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔" اس نے باری باری سے دونوں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مسی تم ہٹ جاؤ۔ یہ جنگل ایسے نہیں ہیں کہ کسی کو تنہا چھوڑا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر باس کا بال بھی بیکا ہوا تو میں مسٹر صفدر سے سمجھ لوں گا۔"

"کیا بکواس کر رہے ہو؟" صفدر آنکھیں نکال کر دھاڑا۔

"دیکھ ہی لو گے۔!" جوزف نے کہا اور مڑ کر غار کے دہانے کی طرف دیکھنے لگا۔

پھر جوزف ایک رائفل اٹھانے کے لئے جھکا ہی تھا کہ جولیا نے کہا "کیوں؟ کیا تم جا رہے ہو؟"

"ہاں! میں جاؤں گا۔"

"نہیں! یہ تمہارے باس کا حکم ہے کہ یہیں ٹھہرو!"

"جنگل میں باس کا یہ حکم نہیں مان سکتا۔ تم لوگ کیا جانو کہ جنگل کسے کہتے ہیں!"

"جانے دو!" صفدر بڑبڑایا۔ "جہنم میں جائے۔"

جوزف رائفل سنبھالتا ہوا غار کے دہانے سے باہر نکل آیا اس کا ذہن قابو میں نہیں تھا۔ پھر بھی وہ کوشش کر رہا تھا کہ اس کے قدم زمین پر مضبوطی سے پڑیں۔

لیکن وہ جیسے ہی غار سے باہر آیا اس کے سر پر کسی نے کوئی وزنی چیز بڑی قوت سے رسید کی اور اس کی آنکھوں میں ستارے سے ناچ گئے۔ وہ لڑکھڑایا لیکن سنبھل گیا اور پھر اسے حملہ آور نظر آئے جو کئی تھے، جوزف نے انہیں دیکھ کر آنکھیں پھاڑیں اور یک بیک غصے نے اس کی کھو

الٹ دی۔ ادھر وہ اس پر جھپٹے ہی تھے کہ جوزف نے رائفل کی نال اس انداز سے سنبھال لی جیسے لٹھ پکڑتے ہیں اور دوسرے ہی لمحے رائفل کا کندہ ایک حملہ آور کی کمر پر پڑا۔

اس کے بعد تو بالکل درندوں کی سی جنگ شروع ہو گئی تھی۔ صفدر اور چوہان بھی باہر نکل آئے لیکن وہ کچھ اس طرح بدحواس ہو گئے تھے کہ خود بھی رائفلیں سنبھال کر جوزف ہی کے سے انداز میں حملہ آوروں پر ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ وہ فائر کر دینے کی دھمکی دیتے اور اس لڑائی کا خاتمہ ہو جاتا۔ اس طرح وہ خود بھی اس بے تکی ورزش سے بچ جاتے۔

حملہ آوروں میں سے صرف ایک کے ہاتھ میں ایک موٹا سا ڈنڈا تھا اور بقیہ نہتے تھے لیکن یہ ضروری نہیں تھا کہ ان کے پاس ریوالور یا خنجر نہ رہے ہوں ویسے یہ اور بات ہے کہ انہیں ان کے استعمال کا موقعہ نہ مل سکا ہو۔

آخر کار وہ بھاگ نکلے۔

جوزف کے سر سے خون بہہ رہا تھا لیکن اس کی حالت اب اتنی خراب نہیں معلوم ہوتی تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اس سے زیادہ پھرتیلا اور چاق و چوبند آدمی آج تک ان کی نظروں سے گزرا ہی نہ ہو۔

"چلو! یہاں سے۔" وہ کسی زخمی جانور کی طرح دانت نکال کر بولا۔ "انہیں اب ہمارا ٹھکانا معلوم ہو گیا ہے۔"

انہوں نے بڑی جلدی میں اپنا سامان سمیٹا اور ایک طرف جھاڑیوں میں گھس پڑے جولیا نے جوزف کو اس کے زخم کی طرف دھیان دلایا تھا لیکن اس نے کہا "پرواہ مت کرو مسی! یہ بہت اچھا ہوا.... اب میں نہیں مروں گا۔ مجھے ہوش آگیا ہے۔ یہ چوٹ جب تک دُکھتی رہے گی مجھے زندہ رکھے گی.... شراب ملے یا نہ ملے!"

O

عمران نے محسوس کیا کہ بالی اسے خواہ مخواہ جنگل میں بھٹکاتا پھر رہا ہے۔ آخر ایک جگہ اس نے انہیں رُکنے کو کہا اور بولا "اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے رکھو۔ جس کے ہاتھ بھی نیچے آئے اس کے لئے اچھا نہیں ہو گا اور ہاں بالی! تم میری طرف مڑو۔"

بالی مسکرا رہا تھا اور اس کی یہ مسکراہٹ سو فیصدی غصہ دلانے والی تھی۔

"تم مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔" عمران نے کہا۔

"تم خود ہی بن رہے ہو۔ میں نے نہیں کہا تھا۔"

عمران کو اگر اپنے ساتھیوں کی پرواہ نہ ہوتی تو شاید انہیں اس نے وہیں ڈھیر بھی کر دیا ہوتا۔

دفعتاً بائیں جانب والے نشیب سے تیز سیٹی کی آواز آئی اور جنگل کے کسی دور دراز گوشے سے غالباً اس کا جواب دیا گیا۔ عمران نے اندازہ کیا کہ وہ جواب ہی تھا۔ اسے پہلی سیٹی کی بازگشت نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔

"پولیس!" بالی اچھل پڑا۔ اور عمران سے بولا۔ "یہ کیا حماقت کر رہے ہو تم بھی کہیں کے نہ رہو گے۔ اگر انہوں نے ہمیں اس حال میں دیکھ لیا۔"

بالی نے غلط نہیں کہا تھا۔ پولیس کے لئے عمران کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اس نے تیزی سے دائیں جانب والی جھاڑیوں کے سلسلے میں چھلانگ لگائی اور بالی اپنے ساتھیوں سمیت سامنے ہی دوڑتا چلا گیا۔

جھاڑیاں گھنی تھیں۔ عمران کے دونوں پیر ایک دوسرے سے اُلجھ گئے اور وہ اس بُری طرح گرا کہ فوری طور پر اٹھ کر پھر بھاگنا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوا۔

وہ اٹھنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ یک بیک کسی نے اس کی کلائیاں بڑی مضبوطی سے پکڑ لیں۔ عمران نے جھٹکا دیا۔

"ارے میں ہوں۔" کسی نے فرنچ میں آہستہ سے کہا۔ "میں ہوں.... میں اگاتھا.... اُٹھو! جلدی کرو۔"

عمران بوکھلا کر اٹھ بیٹھا۔ اس کی کلائیاں چھوڑ دی گئیں۔ اگاتھا قریب ہی بیٹھی ہانپ رہی تھی۔ اس نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "چلو اٹھو۔"

عمران اٹھ کر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ وہ اسے راہ بتاتی ہوئی نہ جانے کہاں لے جا رہی تھی۔

عمران تھوڑی دیر تک تو چلتا رہا پھر رک گیا۔ سیٹیاں اب بھی سنائی دیتی تھیں۔ لیکن آواز دور کی معلوم ہوتی تھی۔

"تم مجھے کہاں لے جا رہی ہو؟" اس نے پوچھا۔

"اچھا اگر میں بھی تمہارے پیچھے ہی نہ چل پڑی ہوتی تو تم کہاں ہوتے؟" اگاتھا مسکرائی۔ وہ

بے تکلفی پر آمادہ نظر آ رہی تھی۔ عمران کسی سوچ میں پڑ گیا۔

"بولو.... جواب دو....!" وہ اٹھلائی۔

"میں اپنے آدمیوں کی تلاش میں تھا۔ ان لوگوں نے انہیں کہیں غائب کر دیا۔"

"ہوں.... تو تم سچ مچ مصر کے جادوگر ہو.... مجھے بیوقوف بنایا تھا۔ کیوں؟" وہ بدستور مسکرا رہی تھی۔

عمران سوچنے لگا کہ اس بات کا کیا جواب ہونا چاہئے۔

"سنو" عمران نے سنجیدگی سے کہا "ہو سکتا ہے کہ تمہیں کسی قسم کی غلط فہمی ہوئی ہو لیکن میں نے تم سے کون سی بُرائی کی ہے۔ چلو تم نے جو کچھ مجھے دیا تھا اسے میرا حق الخدمت ہی سمجھ لو۔ میں اپنے ساتھیوں کو بھوکوں مرتے تو نہیں دیکھ سکتا تھا۔"

"میں اس غار سے یہاں تک تمہارا تعاقب کرتی رہی ہوں تم جس طرح بھی ان لوگوں سے پیش آئے تھے اس سے یہ تو نہیں معلوم ہوتا کہ وہ تمہارے لئے اجنبی رہے ہوں۔"

"چلو۔ یہ بھی ٹھیک ہے۔ دیکھو میری یادداشت بہت کمزور ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میں ان سے کس طرح پیش آیا تھا۔ مگر کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ میں نے تم سے فراڈ کیا تھا؟"

"تم حقیقتاً کون ہو؟ مجھ سے نہ چھپاؤ مجھے تم سے ہمدردی ہے۔ شاید تمہاری کوئی مدد کر سکوں۔ یہ میں صرف اس لئے پوچھ رہی ہوں کہ وہ لوگ میرے لئے اجنبی نہیں تھے میں انہیں اچھی طرح جانتی ہوں۔"

"اوہ.... وہ کون تھے؟"

"بہت بُرے لوگ۔ کم از کم میں تو ان کے خون کی پیاسی ہوں۔"

"اچھا!" عمران مُسکرایا۔ "میں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ بہت چالاک ہیں۔ انہوں نے ہمارے گرد کئی طرح کے جال بچھائے ہیں۔ اگر ایک سے بچ جائیں تو دوسرے میں لازمی طور پر ٹانگ اُلجھ جائے۔ کیوں ہے نا یہی بات!"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

"مطلب یہ کہ وہ مجھے زبردستی نہیں لے جا سکے تو اب تم آئی ہو۔"

"فضول بات!" اگاتھا نے بیزاری سے کہا "تم نہیں جانتے کہ میں بالی سے کتنی نفرت کرتی

ہوں اور مجھے اس وقت اس کی شکست کا منظر کتنا دلچسپ معلوم ہوا ہے تم تو خود بھی مجھے بُری روح ہی معلوم ہوتے ہو۔ بالی سے یہاں سب ڈرتے ہیں۔"

"لیکن تم کیوں اس سے متنفر ہو؟" عمران نے پوچھا۔

"سارے ماہی گیر اس سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ ڈاکو ہے۔ سارے گھاٹ کا اجارہ دار بننے کی کوشش کرتا ہے۔ ماہی گیری کے سمندر پر اس کی حکومت ہے۔ میرے باپ کے کاروبار کو اس کی وجہ سے بہت بڑا دھچکا پہنچا ہے۔ میرا بس چلے تو اس کی ہڈیاں اپنے دانتوں سے چبا ڈالوں۔"

"اگر یہ بات ہے تو میری دوستی کا ہاتھ قبول کرو!" عمران نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا جو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا گیا۔ آڑی ترچھی آنکھوں کی چھاؤں میں اگاتھا کی مسکراہٹ بڑی مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔ لیکن عمران نے اس انداز میں پلکیں جھپکائیں جیسے اب کوئی دلگداز سا عشقیہ شعر پڑھے گا۔

"میں بالی کا دشمن ہوں کیونکہ اس نے پچھلے سال جزیرہ نفرس میں میرے خالو کو درخت سے اُلٹا کر گولی مار دی تھی.... میں انتقام لینے آیا ہوں۔"

"لیکن وہ تمہیں کہاں لے جانا چاہتا تھا۔"

"وہیں جہاں میرے دوسرے ساتھیوں کو قید کیا ہوگا۔ شاید اس طرح وہ معلوم کرنا چاہتا ہے کہ میرے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں۔"

"ارے تو چلتے رہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم بھی پولیس سے خائف ہو.... کیوں؟"

"مجھے انتقام لینا ہے نا۔ اس لئے پولیس سے تو بچنا ہی پڑے گا۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ عمران تھوڑی دیر تک خاموشی سے چلتا رہا پھر بولا "کیا یہ آدمی بالی! پادری اسمتھ سے بھی کسی قسم کا تعلق رکھتا تھا۔"

"پتہ نہیں.... کیوں؟"

"یونہی! تم نے کہا تھا کہ جنگل میں زیادہ تر اسمتھ کے حلقہ بگوش ہی دیکھے جاتے ہیں!"

"میں نہیں جانتی کہ اس کا کوئی تعلق اس سے رہا ہے یا نہیں لیکن اس وقت سوچنا پڑ رہا ہے کہ وہ پولیس کی سیٹی پر خائف کیوں ہو گیا تھا۔"

"کیا پولیس جنگل میں گشت کرتی رہتی ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"اکثر لیکن رات کو یہاں آنے کی ہمت کوئی بھی نہیں کرتا۔ اوہ کیا تم میرے پاپا سے ملو گے؟"

"اگر وہ خوفناک نہ ہوئے تو.... مجھے پاپاؤں سے بہت ڈر لگتا ہے۔"

"کیوں؟"

"پاپا ہی ٹھہرے! پتہ نہیں کب پھاڑ کھائیں!"

"نہیں میرے پاپا تو بہت سیدھے آدمی ہیں اور جب انہیں یہ معلوم ہوگا کہ تم بالی جیسے آدمیوں پر بھی ہاتھ اٹھا سکتے ہو تو شاید وہ تمہیں سر ہی پر بٹھا لیں گے۔"

"اوہ! مگر میں اپنے ساتھیوں کے لئے کیا کروں؟"

"تلاش کریں گے انہیں بھی۔ جنگل عجیب ہے یہاں آج بھی بہتیری ایسی جگہیں ملیں گی جہاں کوئی آدمی پہلے کبھی نہیں پہنچا۔" اگاتھا نے کہا اور پھر چلتے چلتے رُک گئی۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتی رہی پھر بولی۔ "سنو ایک تجویز ہے میرے ذہن میں۔ پاپا کو کشتیوں پر کام کرنے والوں کی ضرورت ہے میں ان سے کہوں گی میں نے تمہیں ملازم رکھا ہے۔ ابھی ان سے بالی کے معاملے کے متعلق کچھ بھی نہ بتایا جائے.... کیا خیال ہے تمہارا۔"

"تم اتنی عقلمند ہو کہ میں کیا بتاؤں۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔ "لیکن وہ مجھے پسند نہیں کریں گے۔ کیونکہ میں ایک بیوقوف آدمی ہوں۔"

"بیوقوف.... تم؟" وہ ہنس پڑی۔

"ہاں! میرے ساتھ یہی سب سے بڑی ٹریجڈی ہے کہ لوگ مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں۔" عمران نے غم انگیز سنجیدگی سے کہا "یہی وجہ ہے کہ آج تک میری شادی نہیں ہو سکی۔" اور پھر وہ اس طرح شرمایا کہ کان کی لویں تک سرخ ہو گئیں اور اس کا حلیہ بڑا مضحکہ خیز نظر آنے لگا۔

"ارے واہ!" اگاتھا نے قہقہہ لگایا "تم اپنی شادی کے تذکرے پر شرماتے بھی ہو۔"

"ہوں! ممی کہا کرتی تھیں شرم آنی چاہئے ایسی باتوں پر۔" عمران نے سر جھکا کر مردہ سے آواز میں کہا۔

اگاتھا پھر ہنسی مگر جلد ہی سنجیدہ نظر آنے لگی اور اس نے کہا "صورت سے تم پرلے

کے گاؤدی معلوم ہوتے ہو۔ مگر میں نہیں سمجھتی کہ حقیقت بھی یہی ہو۔"

"تم بھی گاؤدی ہی کہہ رہی ہو۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور پھر اگاتھا نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔ اب وہ سچ مچ بوکھلا گئی۔

"ارے.... ارے تم رو رہے ہو.... ارے بھئی واہ...." اس نے کہا اور اس کا بازو پکڑ لیا۔

اب عمران کے حلق سے طرح طرح کی آوازیں نکلنے لگی تھیں اور اگاتھا کی زبان سے تو "ارے بھئی واہ" کے علاوہ اور کچھ نکل ہی نہیں رہا تھا اور جب وہ ارے بھئی واہ پر مطمئن نہ ہو سکی تو بوکھلاہٹ میں اس کا سر کھینچ کر سینے سے لگا لیا۔

"اب چپ بھی رہو۔ یہ کیا کر رہے ہو.... ارے میں تو یونہی مذاق میں.... تم بہت اچھے ہو.... میں تمہیں بہت پسند کرتی ہوں...." وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی اور اس کی آنکھوں سے بھی آنسو ٹپکنے لگے۔

O

اگاتھا کا پاپا ایک پستہ قد اور گول مٹول سا آدمی تھا۔ اوپری ہونٹ گھنی مونچھوں سے ڈھکا ہوا تھا۔ آنکھیں چھوٹی اور دھندلی تھیں۔ سر کے نچلے حصوں میں تھوڑے سے کھچڑی بال تھے۔ درمیانی حصہ شفاف تھا۔ شام کو اس نے عمران کو باورچی خانے میں اگاتھا کا ہاتھ بٹاتے دیکھا اور جہاں تھا وہیں رک گیا۔ عمران نے اس کی طرف توجہ تک نہ دی لیکن وہ اسے گھور رہا تھا۔

"یہ کون ہے؟" عمران نے کچھ دیر بعد غراہٹ سی سنی اور اچھل پڑا۔ فرائنگ پین اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گرا۔ حماقت اور بناوٹی خوف نے اس کا حلیہ بالکل ہی تباہ کر دیا تھا۔

"میں نے آج ہی اسے ملازم رکھا ہے۔ یہ ماہی گیری بھی کر سکتا ہے پاپا۔" اگاتھا نے جواب دیا۔

"کیا ضمانت ہے کہ یہ چور نہیں ہے؟" بوڑھے نے جھلائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"مجھے یقین ہے پاپا کہ یہ بے ایمان آدمی نہیں ہے۔ آج اس نے میری بڑی مدد کی۔ مائیکل کسی طرف نکل گیا تھا۔ اگر یہ نہ مل جاتا تو آج مائیکل کی واپسی مشکل تھی۔"

"ٹھیک ہے مگر مجھ سے مشورہ کئے بغیر ملازمت دینے کی کیا ضرورت تھی۔"

اگاتھا نے بہت بُرا سا منہ بنایا۔ ایسا لگا جیسے اب رو ہی دے گی۔ پھر منمناتی ہوئی آواز

بولی: "میں نہیں جانتی تھی پاپا کہ تم اس آدمی کے سامنے میری توہین کرو گے جسے میں نے پناہ دی ہے۔ اچھی بات ہے اب مجھ پر بھی اپنے گھر کا دروازہ بند کر دو۔"

"کیا بیہودہ بکواس شروع کر دی تم نے۔" بوڑھے نے ملامت آمیز لہجے میں کہا۔ "خود بھگتو گی.... مجھے کیا کرنا ہے۔"

وہ وہاں سے ہٹ کر دوسری طرف چلا گیا۔ دفعتاً عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا "میں بہت بدنصیب آدمی ہوں.... ہاں!.... اچھا میں جا رہا ہوں۔"

"یہ.... ناممکن ہے۔" اگاتھا ایک ایک لفظ پر زور دے کر بولی "تم.... نہیں جا سکتے.... سُنا تم نے؟"

"تم نے مجھ پر کیوں اعتماد کر لیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میں چور ہی ثابت ہوں۔"

"ہو چکے ہو!"

"کیا مطلب؟" عمران اچھل پڑا۔

"دل کے چور۔" اگاتھا آہستہ سے بولی اور اس کی ویران آنکھیں مُسکرا پڑیں۔

"دل.... یعنی کہ دل.... میں نہیں سمجھا۔" عمران بوکھلا کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"تم سا بھولا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا۔" اگاتھا نے مُسکرا کر کہا۔ تھوڑی دیر تک اسی طرح اس کی طرف دیکھتی رہی پھر بولی "تم حقیقتاً کہاں کے باشندے ہو؟"

"میں مصری ہوں! تمہیں یقین کیوں نہیں آتا.... اور یہ بھی صحیح ہے کہ میں ستاروں کی چال سے واقف ہوں۔"

"اچھی بات ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میں کبھی مائیکل سے پیچھا چھڑا سکوں گی یا نہیں؟ میرے باپ نے مجھ پر بڑی زیادتی کی تھی۔ اسے ایک مددگار کی ضرورت تھی۔ مائیکل کا باپ اس کا مقروض تھا لہٰذا طے یہ ہوا کہ اگر وہ مائیکل سے دستبردار ہو جائے تو وہ قرض معاف کر دے گا۔ اس طرح ہماری شادی ہوئی تھی لیکن مائیکل ناکارہ نکل گیا۔ وہ پڑے پڑے کھانا چاہتا ہے۔ پاگل بن گیا ہے۔ میں جانتی ہوں وہ پاگل نہیں ہے۔ محض اس لئے یہ ڈھونگ رچایا ہے کہ کام نہ کرنا پڑے کسی پاگل کی ذمہ داری پر کون اپنا کام چھوڑ دے گا۔"

عمران مُسکرایا اور وہ جلدی سے بولی۔ "کتنی پیاری ہے تمہاری مسکراہٹ۔"

"اُرے باپ رے۔" عمران اُردو میں بڑبڑایا اور دانتوں میں انگلی دبا کر فرانسیسی میں بولا۔

"ایسی باتیں نہ کرو.... مجھے شرم آتی ہے۔"

"ارے واہ...!" وہ ہنس پڑی! "ادھر دیکھو میری طرف۔"

مگر عمران بدستور دانتوں میں انگلی دیئے سر جھکائے رہا۔ دفعتاً باہر سے شور کی آواز آئی اور اگاتھا اچھل پڑی۔ "یہ کیا؟"

پھر وہ باورچی خانے سے نکل کر صدر دروازے کی طرف جھپٹی۔ لیکن عمران وہیں رہا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے متعلق الجھن میں مبتلا تھا۔ پتہ نہیں وہ کہاں اور کس حال میں ہوں گے؟

اگاتھا جلد ہی واپس آئی اور اس کی آڑی ترچھی آنکھیں جوش سے چمک رہی تھیں اس نے کہا "ہمارے آدمیوں نے ایک چور پکڑا ہے اس کی مرمت کر رہے ہیں وہ ہماری مچھلیاں چرا رہا تھا.... کالا آدمی!"

"کالا آدمی...." عمران چونک پڑا۔ "کہاں؟"

"مچھلیاں جنگل کے سرے پر لا کر رکھ دی گئی تھیں۔ ہمارے آدمی شاید تھک گئے تھے کچھ دیر بیٹھ کر تمباکو نوشی کرنا چاہتے تھے۔ وہ پتہ نہیں کدھر سے آیا اور ان کی نظریں بچا کر مچھلیاں چُرانے لگا۔"

"کیا وہ اسے یہاں پکڑ لائے ہیں؟"

"ہاں۔ باہر احاطے میں۔ مگر وہ بڑا سخت جان معلوم ہوتا ہے۔"

"کہیں وہ میرا ساتھی نہ ہو.... مجھے دکھاؤ۔" عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں!"

اگاتھا اسے ایک کمرے میں لائی جس کی کھڑکیاں احاطے کی طرف کھلتی تھیں۔

"یہاں سے دیکھو۔ میں فی الحال نہیں چاہتی کہ تم پاپا کے سامنے جاؤ۔"

عمران نے جوزف کو پہچان لیا، جو پانچ آدمیوں کو دھمکیاں دے رہا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں لوہے کی ایک موٹی سی سلاخ تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے کچھ دیر پہلے وہ لوگ اس سے گتھے رہے ہوں اور وہ کسی طرح چھٹکارہ پانے میں کامیاب ہو گیا ہو اب وہ انہیں للکار رہا تھا۔ لیکن وہ آگے نہیں بڑھ رہے تھے۔ اگاتھا کا باپ چیخ چیخ کر ان سے کہہ رہا تھا، بڑھو.... مار ڈالو.. سور کو.... مارو!"

"یہ میرا ساتھی ہی ہے۔" عمران نے اگاتھا کی طرف دیکھ کر کہا "اسے بچاؤ کسی طرح! وہ چور نہیں ہے۔ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ ہم لوگ بالکل مفلس ہیں۔ ہمارے پاس یہاں کی کرنسی نہیں ہے اس نے بھوک سے مجبور ہو کر ہی مچھلیاں چرائی ہوں گی۔"

"یہ تو بہت برا ہوا۔ ابھی پاپا کہہ ہی چکے ہیں تمہارے متعلق کہ کہیں تم چور نہ ہو! میں ابھی ان سے یہ بھی نہیں بتانا چاہتی کہ تم بالی کے دشمن ہو۔ اس سے انتقام لینے آئے ہو۔ اگر اس کا تذکرہ بھی ہوا تو وہ یہی سمجھیں گے کہ بالی ہی نے تمہیں کسی مقصد کے تحت یہاں بھیجا ہے۔ بہت بُرا ہوا.... یہ تو بہت بُرا ہوا۔"

عمران سوچ رہا تھا کہ کہیں بوڑھا جوزف کو پولیس کے حوالے نہ کر دے.... تو یہ لوگ بالی اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ نہیں لگ سکے تھے لیکن بالی کے ہاتھ لگنا اتنا خطرناک نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ پولیس کے ہاتھ لگنا۔

"تو کیا پھر مجھے ہی اس کی مدد کرنی پڑے گی؟" عمران نے کہا۔

"ارے نہیں.... یہ ناممکن ہے.... بالکل ناممکن!"

"ہوں تو میں اسے مر جانے دوں.... اپنے ساتھی کو...."

اگاتھا کچھ کہنے ہی والی تھی کہ احاطے کے پھاٹک پر بالی نظر آیا۔ اس کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ اس نے وہیں سے چیخ کر اگاتھا کے باپ کو مخاطب کیا "سوتراں! تم میرے آدمیوں پر مظالم کرتے ہو۔ پھر الٹا تمہیں ہی مجھ سے شکایت ہوتی ہے۔"

"یہ اور بُرا ہوا۔" عمران بڑبڑایا۔

سوتراں گھونسہ ہلا کر کہہ رہا تھا۔ "اگر تمہارے آدمی چوری کریں گے تو ان کا یہی حشر ہوگا تم چلے جاؤ یہاں سے میرے احاطے میں قدم مت رکھنا ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔"

"یہ ناممکن ہے کہ تم میری موجودگی میں میرے آدمیوں پر ظلم کر سکو۔" بالی آگے بڑھتا ہوا بولا۔ عمران نے محسوس کیا کہ سوتراں کے آدمی اس سے خائف ہیں۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھا سوتراں نے اپنے آدمیوں کو للکارا لیکن ان میں سے کوئی بھی اس کی پیش قدمی روکنے کے لئے آگے نہ بڑھ سکا۔

"میں جا رہا ہوں۔" عمران نے کہا اور اگاتھا اس کا بازو پکڑ کر گھگھیائی۔ "نہیں نہیں تم نہ

جاؤ۔ خدا کے لئے میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔"

"وہ تمہارے باپ کی توہین کر رہا ہے۔"

"ارے وہ تو اسی طرح لڑتے جھگڑتے ہی رہتے ہیں۔"

"جانتی ہو۔ اگر وہ میرے آدمی کو یہاں سے لے گیا تو اس کا کیا حشر ہوگا۔ ٹھہرو! اور دیکھو کہ میں اس سے کس طرح نپٹتا ہوں۔"

عمران نے جیب سے رومال نکالا اور اسے چہرے پر اس طرح باندھ لیا کہ صرف آنکھیں کھلی رہیں۔ بہر حال اب وہ آسانی سے پہچانا نہیں جا سکتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بالی کو اس کے اس نئے ٹھکانے کا علم ہو سکے۔ ویسے جوزف کو تو اس کے ہاتھوں سے بچانا ہی تھا۔

وہ تیزی سے صدر دروازے کی طرف جھپٹا۔ اگاتھا گڑگڑاتی ہی رہ گئی۔

باہر سوتراں انتہائی غصے کے عالم میں اب اپنے ہی آدمیوں کو بُرا بھلا کہنے لگا تھا کیونکہ بالی جوزف کے قریب پہنچ چکا تھا اور اس سے انگریزی میں کچھ کہہ رہا تھا۔

"اے!" عمران ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ اس کی آواز بدلی ہوئی تھی "تم کون ہو، جو اس طرح موسیو سوتراں کی حدود میں بغیر اجازت گھس آئے ہو۔"

بالی اس کی طرف مڑا اور متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"چلے جاؤ یہاں سے!" عمران ہاتھ ہلا کر بولا۔ سوتراں بھی حیرت سے منہ کھولے کھڑا تھا کبھی وہ عمران کی طرف دیکھنے لگتا تھا اور کبھی صدر دروازے کی طرف۔

"یہ کیا بک رہا ہے؟ اسے دیکھو!" بالی نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا اور وہ عمران کی طرف جھپٹا۔ عمران کا داہنا ہاتھ ایک کے جبڑے پر پڑا اور وہیں سے اس نے دوسرے کی گردن پکڑ کر جھٹکا دیا وہ تو اس کے قدموں میں چلا آیا اور پہلا دوسری طرف الٹ گیا۔ دوسرے کے سر پر عمران نے ٹھوکر بھی رسید کی تھی۔ پہلا آدمی اٹھ کر دوبارہ جھپٹا۔ لیکن اس بار اس کی داہنی کنپٹی پر عمران کا ہاتھ پڑا اور یہ ایسا ہی جچا تلا ہاتھ تھا کہ وہ دوبارہ نہ اٹھ سکا۔ دوسرا آدمی جس کے سر پر اس نے ٹھوکر ماری تھی اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر دوسری ٹھوکر نے اسے بھی اس سے باز ہی رکھا۔

بالی نے اپنے دونوں ساتھیوں کا حشر دیکھ کر عمران کو ایک گندی سی گالی دی اور اس پر ٹوٹ پڑا۔

سوتراں اور اس کے آدمی پُر جوش تماشائیوں کی طرح دانت پر دانت جمائے کھڑے تھے۔ انہیں اس کا بھی ہوش نہیں تھا کہ بالی کے عمران پر جھپٹتے ہی جوزف چپ چاپ وہاں سے کھسک گیا ہے۔ انہوں نے اسے پھاٹک پر دیکھا لیکن اس کے نکل جانے کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی ہی جگہوں پر کھڑے رہے کیونکہ موجودہ تماشا اس کی مرمت کرنے سے کہیں زیادہ دلچسپ تھا۔

انہوں نے اپنے ایک بڑے اور طاقتور دشمن کو ایک نامعلوم آدمی کے ہاتھوں پٹتے دیکھا جس نے اپنا چہرہ سفید رومال سے چھپا رکھا تھا اور شاید انہیں اس پر سب سے زیادہ حیرت تھی کہ وہ ان کے مالک سوتراں ہی کے گھر سے نکلا تھا۔

بالی غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا لیکن ابھی تک وہ عمران کو پکڑ لینے میں کامیاب نہیں ہوا تھا۔ وہ صرف اس کے لئے کوشاں تھا کہ کسی طرح عمران کو پکڑ کر بے بس کر دے۔

عمران نے ایک بار اسے اس کا موقعہ دے کر اتنی پھرتی سے دھوبی پاٹ مارا کہ سوتراں اور اس کے آدمی بیک وقت چیخ پڑے۔

بالی کسی بڑے شہتیر کی طرح ڈھیر ہو گیا۔ وہ چت پڑا حیرت سے آنکھیں پھاڑے آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ پھر یک بیک اٹھا اور بے تحاشا پھاٹک کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ پتہ نہیں وہ خائف تھا یا اس شکست کے بعد سوتراں سے روبرو نہیں ہونا چاہتا تھا۔

وہ سب بے تحاشہ ہنس پڑے اور عمران تیر کی طرح گھر کے اندر آیا۔ وہ اپنی پشت پر سوتراں کی آواز سن رہا تھا۔ "نہیں! تم سب یہیں ٹھہرو۔ پھاٹک بند کر دو۔ آج کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔ وہ بے شرم زیادہ آدمی لے کر آئے گا۔ شاید آج مجھے پولیس ہی کی مدد حاصل کرنی پڑے۔"

عمران سیدھا باورچی خانے میں آیا اور چولہے پر فرائی پان رکھ کر اس میں زیتون کا تیل انڈیلنے لگا۔

"ارے ارے!" اگاتھا نے کہا جو اس کے پیچھے ہی دوڑتی ہوئی آئی تھی۔

"کیوں....؟ کیا ہوا؟ عمران نے متحیرانہ لہجے میں پوچھا۔

"ارے تم ابھی لڑ رہے تھے اور اب کھانا پکانے لگے۔!"

"ہائیں تو پھر کیا کھانے سے بھی ہاتھا پائی کروں؟" عمران آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"عجیب آدمی ہو!" اگاتھا ہنس پڑی۔

"ادھر آؤ۔" صحن سے آواز آئی۔ عمران چونک پڑا۔ سوتراں اسے بلا رہا تھا۔

وہ باورچی خانے سے نکل آیا۔ سوتراں نے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھ کر پوچھا "تم کون ہو؟"

"پہلے یہ بتاؤ پاپا! کام کا آدمی ہے یا نہیں؟" اگاتھا بول پڑی۔

"بہت زیادہ"! بوڑھے نے جواب دیا "لیکن یہ ہے کون؟"

"میں کھانے بھی بہت اچھے پکا سکتا ہوں موسیو!" عمران نے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے.... مگر تم حقیقتاً کون ہو؟"

"ایک مسافر، میں اسی آدمی بالی کی تلاش میں یہاں آیا تھا۔ اس نے نفرس میں میرے خالو کو درخت سے الٹا لٹکا کر گولی مار دی تھی.... میں بھی اس کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہتا ہوں۔"

"کیا وہ تمہیں پہچانتا ہے؟"

"ہاں! اسی لئے میں نے اپنا چہرہ چھپا لیا تھا ورنہ وہ مجھ سے چھٹکارا پانے کے لئے پولیس کی مدد حاصل کرنے دوڑا جاتا اور میرا کھیل ختم ہو جاتا۔"

"ہوشیار بھی ہو!"

"بڑے بڑے نقصانات اٹھا کر یہاں تک پہنچا ہوں۔ میرے ساتھ چار آدمی اور بھی ہیں جن میں ایک عورت ہے۔"

"عورت؟" اگاتھا اچھل پڑی۔

"ہاں! میرے دوست کی بیوی.... جس کی موٹر لانچ پر نفرس سے یہاں تک آئے تھے۔"

"موٹر لانچ پر!" سوتراں نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں! بہت بڑے بڑے خطرات کا سامنا کرنا پڑا تھا ہمیں.... ہم جنگل کی جانب والے ساحل پر اترے تھے اور دوسرے دن پولیس نے ہماری لانچ پر قبضہ کر لیا تھا اور ہم کوڑی کوڑی کو محتاج ہو گئے تھے۔ جنگل میں کئی بار بالی اور اس کے ساتھیوں سے جھڑپ ہو چکی ہے لیکن وہ بچ کر نکل ہی گیا۔ اب جب تک وہ ہم میں سے ایک ایک کو مار نہیں ڈالے گا۔ اسے اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا۔ اس وقت بڑا اچھا موقعہ تھا۔ میں اسے ختم ہی کر دیتا۔ مگر پھر سوچا کہ آپ دشواریوں میں

یں گے۔ اگر اس کی لاش آپ کے احاطے میں اٹھائی گئی۔"

"بہت سمجھدار ہو۔"

"وہ کالا آدمی میرے ساتھیوں ہی میں سے ایک تھا۔"

"ہائیں!"

"ہاں موسیو! وہ چور نہیں ہے بھوک سے بیتاب ہو کر ہی اس نے مچھلیاں چرانے کی کوشش کی ہو گی۔ میرے سبھی ساتھی بھوکے ہوں گے۔ ان کے پاس یہاں کی کرنسی نہیں ہے۔ بالی اسے اس لئے یہاں سے لے جانا چاہتا تھا کہ اس سے ہمارا پتہ پوچھے۔"

پھر عمران نے اسے بتایا کہ کس طرح وہ آج اگاتھا سے ملا تھا اور مائیکل کے سلسلے میں اس کی مدد کی تھی اور واپسی پر اپنے ساتھیوں کو غار میں نہیں پایا تھا۔ اس کے بعد اگاتھا بولی۔

"مجھے اس کی باتوں پر یقین نہیں آیا تھا۔ میں یہی سمجھی تھی کہ یہ بالی ہی کا آدمی ہے اور کسی خاص مقصد کے تحت ہمارا اعتماد حاصل کرنا چاہتا ہے اس لئے میں نے اس کا تعاقب کیا تھا لیکن وہاں اسے بالی اور اس کے آدمیوں سے الجھتے پایا۔"

اس نے پورا واقعہ دہرایا۔

سوتراں سنتا رہا جب وہ خاموش ہوئی تو ایک لمبی سانس لے کر بولا۔ "ٹھیک ہے مگر یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ ان لوگوں کا داخلہ یہاں قانونی طور پر نہیں ہوا۔"

"یہ دشواری میری نظروں میں بھی ہے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ کسی شریف آدمی کے لئے بار نہ بنوں۔ یہی بات میں نے مادام اگاتھا کو بھی سمجھانے کی کوشش کی تھی۔"

"تو اب تمہارے ساتھی کہاں ہیں؟" سوتراں نے پوچھا۔

"کاش مجھے معلوم ہوتا۔ اتفاق سے کالا آدمی اس طرح ہاتھ آیا تھا لیکن بالی کی وجہ سے وہ بھی نکل گیا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ بھوکے نہ مر جائیں۔"

"سنو!" سوتراں کچھ سوچتا ہوا بولا "بالی ایک با اثر آدمی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ وہ کتنا کمینہ آدمی ہے لیکن قانون اسی کا ساتھ دے گا۔ وہ یہاں سے پٹ کر گیا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ وہ اس سلسلے میں کیا کرے گا۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔ ویسے میں تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی مدد ضرور کر سکتا ہوں۔ ہاں اگر وہ تم لوگوں کو پہچانتا نہ ہوتا تو بات دوسری

تھی۔"

"یقیناً وہ ہمیں پہچانتا ہے لیکن اگر ہمیں کہیں پیر جمانے کی جگہ مل جائے تو اس کے فرشتے بھی ہمیں نہ پہچان سکیں گے۔"

"وہ کس طرح؟"

"ہم کسی نہ کسی مضبوطی ہی کی بنا پر یہاں غیر قانونی طور پر داخل ہوئے ہوں گے یہ نہ سمجھئے موسیو! کہ ہم بالکل مفلس ہی آئے تھے۔ ہمارے پاس یہاں کی کافی کرنسی تھی۔ لیکن ایک ساتھی کی بدعقلی کی وجہ سے ضائع ہوگئی۔"

"میں پوچھتا ہوں وہ تمہیں پہچان کیوں نہ سکے گا۔"

"ہم اپنی شکلیں بہ آسانی تبدیل کر سکتے ہیں۔"

"اوہ!"

O

رات کو عمران دو ماہی گیروں کو ساتھ لے کر اپنے ساتھیوں کی تلاش میں نکلا انہوں نے اسے وہ جگہ دکھائی جہاں جوزف نے مچھلیاں چرانے کی کوشش کی تھی۔

عمران نے ماہی گیروں کو وہیں سے واپس کر دیا۔ وہ جانتا تھا کہ جنگل میں بالی کے آدمی یقینی طور پر موجود ہوں گے۔ لہٰذا سوتراں کے ساتھ اس کا دیکھا جانا مناسب نہ ہوگا۔

جہاں جوزف نے مچھلیاں چرانے کی کوشش کی تھی وہ جنگل ہی کا ایک حصہ تھا۔ عمران نشیب میں اترتا چلا گیا۔ محدود روشنی کی چھوٹی سی ٹارچ جو ہر وقت جیب میں پڑی رہتی تھی اس وقت بھی کام آرہی تھی۔

لیکن اتنے بڑے جنگل میں انہیں ڈھونڈھ نکالنا آسان کام تو نہیں تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ اگر بالی اور اس کے ساتھیوں کا خیال نہ ہوتا تو شاید وہ انہیں آوازیں ہی دیتا پھرتا۔

اس بار صحیح معنوں میں اس کے ساتھی اس کے لئے دردِ سر بن گئے تھے اور وہ سوچ رہا تھا کہ اکیلے کام کرنے میں جو لطف ہے اس پر کچھ ساتھیوں کی موجودگی پانی پھیر دیتی ہے۔ مگر وہ تو مجبوراً ساتھ آئے تھے حالات ہی ایسے تھے کہ انہیں لانا پڑا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے تک وہ ادھر اُدھر بھٹکتا رہا لیکن ساتھیوں کا سراغ نہ ملا۔ آخر وہ تھک ہار کر

یک جگہ بیٹھ گیا۔ رات تاریک تھی اور جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔

دفعتاً عمران کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ وہاں تنہا نہیں ہے۔ یہ اس کی چھٹی حس تھی جس نے اسے بارہا بڑے بڑے خطرات سے بچایا تھا۔

وہ بڑی تیزی سے نشیب میں رینگ گیا۔ یہ ایک دراڑ سی تھی جس میں رینگتا ہوا وہ نیچے جا رہا تھا۔ پھر وہ رک گیا۔ سوچنے لگا ہو سکتا ہے وہم ہی رہا ہو۔

ان دنوں بالکل جانوروں کی سی زندگی ہو رہی تھی۔ ذہن ڈھنگ سے سوچ ہی نہیں سکتا تھا اور پھر حالات کچھ ایسے تھے کہ کچھ سوچنا بھی فضول ہی تھا اس کے دشمن اسے لائے تھے اور پھر اس طرح چھوڑ دیا تھا کہ موت کو بھی تلاش کرنے میں دشواری پیش آئے۔ کیا بوغا پاگل ہی تھا؟

لیکن وہ جعلی نوٹ جنہوں نے رابرٹو کو پولیس کے چکر میں پھنسا دیا تھا؟ تو پھر اتنی ہی سی بات کے لئے بوغا نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو وہاں سے لانے کی زحمت گوارہ کی تھی اور خود اپنے کئی آدمیوں کو مفت میں پھنسوا دیا تھا۔

عمران یہی سب کچھ سوچتا ہوا دراڑ میں چت لیٹ گیا۔ آخر وہ چاہتا کیا تھا؟ کیا ابھی تک جو کچھ بھی ہوا ہے بوغا کی خواہش کے مطابق ہوا ہے یا عمران نے کہیں اس کی توقعات کو دھکا بھی پہنچایا ہے؟

ایک بار پھر اسے محسوس ہوا جیسے اس نے قریب ہی کسی قسم کی آواز سنی ہو جس جگہ وہ لیٹا ہوا تھا۔ وہاں دراڑ کی گہرائی دو فٹ سے زیادہ نہیں تھی۔ یک بیک اسے کسی کی کھوپڑی دکھائی دی۔ کوئی دراڑ میں دیکھ رہا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں عمران کے دونوں ہاتھ اٹھے اور اس نے بڑی مضبوطی سے جھانکنے والے کی گردن پکڑ لی۔

"فادر.... جوشوا" شکار کے حلق سے بدقت نکلا اور عمران نے جوزف کی آواز پہچان لی۔

"ابے اندھیرے کے بچے یہ کیا کرتا پھر رہا ہے؟" عمران گرفت ڈھیلی کرتا ہوا آہستہ سے بولا۔

"ہائیں.... ارے باس.... میرے خدا تم ہو؟" جوزف کی آواز میں چہکار تھی۔

عمران نے اس کی گردن چھوڑ دی اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ جوزف بھی دراڑ میں کود آیا تھا۔

"مل گئی.... باس!" اس نے کہا۔ "بالآخر مل گئی۔"

"کیا مل گئی؟"

"شیپالالی!"

"خدا غارت کرے تجھے جوزف کے بچے!" عمران اس کی گردن دبوچتا ہوا بولا۔ "وہ لوگ کہاں ہیں؟"

"وہ انہیں لے گئے باس!" جوزف مغموم لہجے میں بولا۔ "اچھا ہی ہے بھوکوں تو نہ مریں گے۔ میں تو وہ جگہ بھی بھول گیا۔ کل جہاں پھل کھائے تھے۔ مگر وہ جگہ مجھ سے نہ چھوڑی جائے گی جہاں میں نے شیپالالی کے ڈھیر دیکھے ہیں۔ آہ بس بھوک کے مارے میرا دم نکل رہا ہے۔"

"ہوں.... ٹھہرو!" عمران چمڑے کے تھیلے میں ہاتھ ڈالتا ہوا بولا وہ ان کے لئے مچھلی کے قتلے اور روٹیاں لایا تھا۔ جوزف کسی بھوکے کتے کی طرح ان پر ٹوٹ پڑا۔

"وہ کس طرح پکڑے گئے؟" عمران نے پوچھا۔

"اوہ باس پہلی بار تو ہم بچ گئے تھے۔ صرف میرا سر پھٹا تھا۔ اُف فوہ کتنا شدید درد ہے یہ شیپالالی بھی عجیب چیز ہے باس! بس دو تین پتیاں چبالو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ساری دنیا جاگ پڑی ہو۔"

"ابے میں پوچھ رہا ہوں وہ لوگ کیسے پکڑے گئے تھے؟"

"جیسے چوہے پکڑے جاتے ہیں۔ چاروں طرف سے گھیر کر پکڑ لیا۔ پہلی بار ہم سب نکل گئے تھے۔ دوسری بار صرف میں ہی نکل سکا۔"

پھر اس نے بتایا کہ کس طرح بھوک سے بے تاب ہو کر اس نے مچھلیاں چرانے کی کوشش کی تھی اور پکڑا گیا تھا اور بالی نے اسے ماہی گیروں سے چھڑانے کی کوشش کی تھی لیکن پھر وہ خود ہی نکل بھاگا تھا۔

"اور اس وقت باس۔" اس نے حلق سے نوالہ اتارتے ہوئے کہا "تمہارے ستارے بہت اچھے تھے کہ میں نے تم پر حملہ نہیں کیا۔ بہت دیر سے تمہارا پیچھا کرتا رہا تھا۔ بس یہی سوچ رہا تھا۔ شاید تم کسی ایسی جگہ لے جاؤ جہاں کچھ کھانے کو بھی مل سکے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ جوزف کے منہ سے نکلنے والی "چپڑ چپڑ" سنتا رہا۔ وہ جب کھانے بیٹھتا

اس کے منہ سے ایسی آوازیں نکلتی تھیں جیسے تنہا وہی نہیں بلکہ اس کا پورا قبیلہ کھانا کھا رہا ہو۔

عمران صفدر، چوہان اور جولیا کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اگر بوغا کے ساتھی صرف اپنے جعلی نوٹ ہی آزمانا چاہتے تھے تو اب اس پکڑ دھکڑ کے کیا معنی؟ رابرٹو اور لزی جعلی نوٹوں کے چلانے کے الزام میں پکڑے ہی جا چکے تھے۔

کچھ دیر بعد اس نے جوزف سے پوچھا "کھا چکے؟"

"ہاں باس! اب پیاس لگی ہے۔"

"اٹھو! اور میرے ساتھ چلو۔" عمران نے کہا۔

سوتراں کے گھر کے علاوہ اسے اور کہاں لے جاتا!

O

جوزف مکان کی چار دیواری سے باہر نہیں نکل سکتا تھا اور نکلنے کی ضرورت ہی کیا تھی جب شیپالالی کی بھی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ کیونکہ سوتراں کے پاس بھی مکئی کی شراب کا خاصا بڑا ذخیرہ تھا۔ اگاتھا اس کی لاعلمی میں اس کے لئے شراب مہیا کرتی تھی لیکن وہ ایک دوسرے سے گفتگو نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اگاتھا صرف فرانسیسی ہی بول سکتی تھی اور جوزف انگریزی بول سکتا تھا یا عربی یا پھر اپنی مادری زبان!

گو وہ فرانسیسی نہیں سمجھ سکتا تھا لیکن یہ تو دیکھتا ہی تھا کہ عمران اگاتھا جیسی آڑی ترچھی آنکھیں رکھنے والی عورت پر قربان ہوا جا رہا ہے اس کا منہ حیرت سے کھل جاتا۔ وہ جانتا تھا کہ عمران کو عورتوں کی ذرہ برابر پروا بھی نہیں ہوتی، جولیا جیسی خوبصورت عورت کا حشر دیکھ ہی چکا تھا۔ مگر یہ عورت.... اگاتھا! اس میں آنکھوں کے سب سے زیادہ واضح عیب کے علاوہ اور تھا ہی کیا... لیکن عمران کے انداز سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اب تک اسی کے نام پر کنوارہ بیٹھا رہا ہو!

مائیکل کی موجودگی کا علم اسے اس وقت ہوا جب اسے دوپہر کا کھانا دیا جا رہا تھا اور وہ اگاتھا پر چنگھاڑنے لگا تھا۔ اس نے کیا کہا تھا یہ تو اس کی سمجھ میں نہیں آسکا تھا لیکن لوہے کی سلاخوں کے پیچھے اس نے دو ایسی آنکھیں ضرور دیکھی تھیں جن سے خون ٹپک رہا تھا، جو کسی قاتل ہی کی آنکھیں ہو سکتی تھیں۔

"یہ کون ہے باس؟" اس نے عمران سے پوچھا۔

"اگا تھا کا شوہر!" عمران نے جواب دیا۔

"ہولی فادر!" جوزف کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"کیوں؟ تمہارا دم کیوں نکل گیا؟"

"وہ شوہر کو کمرے میں بند کر کے تم سے چہلیں کرتی ہے؟ میرے خدا۔"

"مجھ سے عشق ہو گیا ہے اسے۔ اس لئے سب ٹھیک ہے۔ تمہیں شراب اور چاہئے؟"

"کیا تمہیں اس سے نفرت نہیں معلوم ہوتی؟"

"اب مجھے بھی اس سے عشق ہو گیا ہے.... کیا بکتا ہے؟"

"ہائیں! تمہیں بھی؟" جوزف اچھل پڑا "نہیں باس!"

"کیوں نہیں؟" عمران نے آنکھیں نکالیں۔

"ایسی عورت جس کی آنکھیں.... یعنی کہ میں کیا کہوں باس.... شاید میرا ہی دماغ خراب ہو گیا ہے؟"

"ضرور یہی بات ہے، ورنہ ایسی آنکھیں تو نکلوا لینے کے قابل ہوتی ہیں۔ اب ایک آنکھ سے مجھے دیکھتی ہے اور دوسری سے شوہر کو.... دفع ہو جاؤ! بھاگو اپنی کوٹھڑی میں جاؤ!"

"ضرور کوئی جادوگرنی ہے۔" جوزف آہستہ سے بڑبڑایا اور اپنی کوٹھڑی کی طرف چلا آیا۔

عمران کو آج بہت کچھ کرنا تھا۔ ضروری تھا کہ وہ شہر کی طرف جاتا اور بالی کے ٹھکانوں کا پتہ لگانے کی کوشش کرتا۔ ظاہر ہے کہ رابرٹو والے واقعہ کے بعد سے پادری اسمتھ والی عمارت تو پولیس کی نظروں میں آ گئی تھی اس لئے وہ بالی کے لئے بیکار ہی ہو گئی ہو گی۔ بہر حال عمران اپنے ساتھیوں کے لئے پریشان تھا۔ پتہ نہیں بالی ان سے کیا برتاؤ کرے۔ اگر وہ بھی پولیس کے حوالے کر دیئے گئے تو اسے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا ان کی رہائی ہی ناممکن ہو جائے گی۔

اگا تھا نے مائیکل کے کپڑوں کا صندوق اس کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے ایک سوٹ تو منتخب کر لیا لیکن وہ سوچ رہا تھا۔ ضروری نہیں کہ کپڑے اس کے جسم میں آ ہی جائیں کیونکہ مائیکل کا قد اس سے کچھ نکلتا ہوا تھا۔ میک اپ کا کچھ سامان اس کے پاس پہلے ہی سے موجود تھا اور ریوالور کے ساتھ تھوڑے کارتوس بھی تھے۔ پادری اسمتھ کی کوٹھی سے بھاگتے وقت وہ بس اتنی ہی چیزیں ساتھ لا سکا تھا اور انہیں ہر وقت پاس ہی رکھتا تھا یہ تھیلا اس وقت بھی اس کے شانے سے لٹکا ہوا

تھا جب پچھلے دن اس نے چشمے پر پھل توڑے تھے۔

مائیکل کا سوٹ غنیمت ہی ثابت ہوا اور جب وہ میک اپ کر چکا تو اگا تھا نے حیرت آنکھیں پھاڑ کر کہا "تم ضرور بھوت ہو۔ ایسا آدمی آج تک میری نظروں سے نہیں گزرا۔ کیا مجھے ساتھ لے چلو گے؟"

"تم کہاں جاؤ گی.... کھیل بگڑ جائے گا۔"

"باتیں نہ بناؤ۔ میری آنکھوں کی وجہ سے تمہیں شرم آئے گی۔" وہ گلوگیر آواز میں بولی۔

"آنکھیں.... ارے واہ! تمہاری آنکھیں تو بڑی کلاسیکل ہیں۔ میں نے کہیں پڑھا ہے کہ قلوپطرا بھی بیک وقت مشرق اور مغرب کی طرف دیکھ سکتی تھی۔"

"میرا مذاق اڑا رہے ہو؟" وہ روہانسی ہو گئی۔

"ارے تم آنکھوں کی پرواہ کیوں کرتی ہو۔ تم جیسی چاہتی ہو ویسی ہو جاؤ گی اس کام سے نپٹنے کے بعد میں تمہیں سپین لے چلوں گا.... قصر الحمرا کا نام سنا ہے تم نے؟"

"سنا ہے.... مگر اس سے کیا؟"

"اوہ! وہاں بہت کچھ ہے۔ شہزادہ ابو بلبل نے وہاں کالے گلاب کا ایک پودا لگایا تھا جو آج بھی موجود ہے اور ہر قسم کی آنکھوں کے لئے مفید ہے۔"

"پتہ نہیں کیا بک رہے ہو؟"

"ہاں سب ٹھیک ہو جائے گا۔" اس نے اس کا داہنا گال تھپتھپا کر کہا۔ "ذرا اُس سپاہی زادے کا خیال رکھنا.... اور ہاں.... تم نے ابھی تک مجھے یہاں کی کرنسی نہیں دی۔"

O

وہ سب سے پہلے اس ہوٹل میں آیا جہاں رابرٹو کی گرفتاری عمل میں آئی تھی۔ قصہ ابھی تازہ ہی تھا اس لئے اس کے متعلق معلومات بہم پہنچانے میں زیادہ دشواری پیش نہیں آئی۔ رابرٹو جیل ہی میں تھا اس کی نشاندہی پر وہ تجوری برآمد کر لی گئی تھی۔ جس میں عمران نے جعلی کرنسی کے ڈھیر دیکھے تھے۔ لیکن رابرٹو کی اصلیت سے پولیس آگاہ نہیں ہو سکی تھی۔ ہوتی بھی کیسے! رابرٹو بھلا کیسے بتا دیتا کہ وہ کون ہے۔ اس پر چالیس آدمیوں کے قتل کا الزام تھا۔ فرانس کی حکومت اسے اٹلی بھجوا دیتی اور پھر وہاں اس کے لئے پھانسی کے پھندے کے علاوہ اور کیا ہوتا۔

بالی یا اس کے ساتھی کہیں بھی نظر نہ آئے لیکن اتنا تو اس نے معلوم ہی کر لیا تھا کہ بالی یہاں کے معزز آدمیوں میں سے ہے اور ایک بڑی شاندار عمارت میں رہتا ہے۔ پھر اسے جنگل کی ان پراسرار آوازوں کا خیال آیا جو پچھلی دو راتوں میں نہیں سنی گئی تھیں اور جزیرے کے عام آدمیوں پر اس کا اچھا ہی اثر پڑا تھا۔ عمران نے جگہ جگہ اس کا تذکرہ سنا لیکن ساتھ ہی اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ پولیس نے اس کی چھان بین کے سلسلے میں جدوجہد تیز کر دی ہے۔

ایک جگہ اس نے ایک سیاح کو اس کے متعلق گفتگو کرنے پر آمادہ کر ہی لیا۔ یہ کوئی انگریز ہی تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ پچھلے ایک ماہ سے جزیرے میں مقیم ہے۔

"یہ آوازیں میں نے بہت سنی ہیں۔" اس نے کہا "لیکن یہاں کے لوگ ان کے بارے میں مضحکہ خیز حد تک سنجیدہ نظر آتے ہیں۔ کیا آپ یہاں آج ہی آئے ہیں؟"

"نہیں کل!" عمران نے کہا "میں سائپرلیس سے آیا ہوں۔"

"پچھلی دو راتوں سے آوازیں نہیں سنائی دیں۔" سیاح بولا "شکر ہے کہ پولیس بھی عام لوگوں کی طرح احمق نہیں ہے۔"

"میں نہیں سمجھا۔" عمران نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"پولیس کا خیال ہے کہ جنگل کو کسی غیر قانونی حرکت کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے لہذا اب جب بھی آوازیں سنائی دیتی ہیں عام آدمی تو گھروں میں دبک جاتے ہیں لیکن پولیس حرکت میں آجاتی ہے۔ ویسے ابھی تک تو ان آوازوں کا معمہ نہیں حل ہو سکا۔ آج کل تو دن میں بھی وہاں پولیس گشت کرتی رہتی ہے۔"

"میں نے کسی کو کہتے سنا ہے کہ کسی پادری...."

"اوہ.... ہاں! اسمتھ کا نام سننے میں آتا ہے۔" سیاح نے کہا "لیکن وہ ہے کہاں کچھ دن پہلے وہ جنگل کے قریب کی ایک کوٹھی میں رہتا تھا۔ بہت دنوں سے کسی نے اسے نہیں دیکھا۔ البتہ پرسوں اس عمارت میں لاکھوں کی جعلی کرنسی برآمد ہوئی ہے اور جسے اس کرنسی کو چلاتے ہوئے پکڑا گیا تھا۔ اس کا بیان عجیب و غریب ہے وہ کہتا ہے کہ اپنی بیوی کے ساتھ کسی جہاز میں سفر کر رہا تھا اسے زبردستی اس جزیرے میں اتار دیا گیا اور کچھ لوگ اسے اس عمارت میں لے گئے اور چھوڑ دیا۔ دوسری خبر یہ ہے کہ وہ کسی جہاز میں سوئے تھے۔ آنکھ کھلی تو خود کو اس عمارت میں پایا

مگر یہ سب افواہیں معلوم ہوتی ہیں، سرکاری طور پر اس کے بیان کی تصدیق نہیں ہو سکی بہرحال اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اسمتھ کوئی قانون شکن ہی ہے۔"

اس سیاح کی گفتگو نے عمران کو نئی الجھن میں مبتلا کر دیا اگر اسمتھ پر غیر قانونی حرکات کے ارتکاب کا شبہ کیا جا رہا تھا تو جعلی کرنسی کا قصہ چھیڑ کر اسے مزید تقویت کیوں دی گئی؟ ظاہر ہے کہ وہ جعلی کرنسی اس عمارت میں اسی لئے چھوڑ دی گئی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی اسے استعمال کریں اور پکڑے جائیں۔ جوزف کو تہہ خانے میں سونے کے ڈھیر نظر آئے تھے لیکن پھر انہیں وہاں سے ہٹا بھی لیا گیا تھا اور جس طرح جوزف ان ڈھیروں تک پہنچا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اسے وہاں تک لے ہی جانا چاہتے تھے.... آخر کیوں؟

کیا رابرٹو نے کسی ڈھب سے تہہ خانے اور سونے کے ڈھیروں کا تذکرہ بھی پولیس سے کیا ہوگا؟

وہ سوچتا ہوا بالی کی کوٹھی کی راہ پر ہو لیا۔ چونکہ وہ مشہور آدمی تھا اس لئے وہاں تک پہنچنے میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آئی۔ اصل عمارت کے گرد تقریباً چار فرلانگ کے رقبے میں چہار دیواری تھی اور احاطے میں داخل ہونے کے لئے تین پھاٹک تھے۔ بالی کی مالی حالت سوتراں سے کہیں زیادہ بہتر معلوم ہوتی تھی وہ اس کے مقابلے میں بالکل دہقانوں کی سی زندگی بسر کرتا تھا۔

دفعتاً سامنے والے پھاٹک سے اسے ایک عورت نکلتی دکھائی دی جس نے بڑے بے ڈھنگے پن سے میک اپ کر رکھا تھا اور عمر بھی چالیس سے کم نہیں معلوم ہوتی تھی۔ البتہ خدوخال بُرے بھی نہیں تھے۔ ابھرے ہوئے ہونٹ اپ اسٹک کی زیادتی کی وجہ سے تازہ گوشت کے لوتھڑے سے معلوم ہو رہے تھے پھاٹک سے نکل کر وہ کچھ ہی دور گئی تھی کہ عمران تیزی سے اس کی طرف لپکا اور اس طرح سامنے آگیا جیسے اس کا راستہ روکنا چاہتا ہو۔ عورت ٹھٹک گئی اور چہرے پر حیرت کے آثار نظر آئے۔

"ارے توبہ.... ہونٹ ہی ہیں۔" عمران احمقانہ انداز میں بڑبڑایا اور اس کے چہرے پر شرمندگی ہی شرمندگی نظر آنے لگی۔

"کیا بکواس ہے؟" عورت نے اسے اوپر سے نیچے تک گھورتے ہوئے کہا۔

"اوہ.... مم.... مادام.... مم.... میں معافی چاہتا ہوں۔" عمران ہکلایا "مجھے دور سے

تھا جیسے آپ دانتوں میں سرخ گلاب دبائے ہوئے ہوں۔ اوہ کتنا گدھا ہوں میں۔"

"ہوں۔" عورت ہونٹ بھینچ کر مُسکرائی اُس کی آنکھوں میں شرارت کی جھلکیاں تھیں۔ آخر اس نے کہا "واقعی گدھے ہی معلوم ہوتے ہو۔"

"ہوں نا؟" خدا کا شکر ہے کہ آپ نے اعتراف کر لیا ورنہ کوئی بھی اس بھری پُری دنیا میں میرے گدھے پن پر یقین کرنے کو تیار نہیں۔"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"جبرالٹر سے.... ڈان ڈھمپ نام ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"اوہ! اسپینی ہو؟"

"ہاں سی نورا.... سرخ گلاب میری کمزوری ہے۔ میں نادم ہوں۔" عمران اس سے رخصت ہونے کے لئے تعظیماً جھکا۔

"تم نے میرا وقت خواہ مخواہ برباد کرایا۔"

"میں ایک بار پھر معافی چاہتا ہوں سی نورا۔"

"تم جھوٹے ہو.... صاف صاف بتاؤ کیا چاہتے ہو؟"

"اب تو میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے گولی مار دیں۔ میرے لئے اس کا تصور بھی تکلیف دہ ہے کہ میری وجہ سے آپ کا وقت برباد ہوا۔"

"بالکل جھوٹے۔" عورت انگلی اٹھا کر ہنسی۔ "تم بالی کا ایکویریم دیکھنے آئے ہو۔ جو لاتوشے کی ایک مشہور چیز ہے۔"

"اُم مُم.... بُب مُم...." عمران ہکلا کر رہ گیا پھر احمقانہ انداز میں ہنسنے لگا۔

"جھوٹ کہہ رہی ہوں...؟ یا اب بھی میں نے دانتوں میں گلاب دبا رکھا ہے۔ گدھے کہیں کے.... تمہیں جھوٹ بولنا بھی نہیں آتا.... چلو.... تمہیں ایکویریم دکھاؤں مگر اس شرط پر کہ تم مجھے الحمرأ کی کہانیاں سناؤ گے۔"

"ضرور.... ضرور.... سی نورا مجھے الحمرأ کی لاتعداد کہانیاں یاد ہیں۔.. اسپین گیتوں اور کہانیوں کی سرزمین ہے۔"

عمران کو توقع نہیں تھی کہ وہ اتنی آسانی سے اس احاطے میں داخل ہو سکے گا۔ اس

بس یونہی اندھیرے میں ایک تیر پھینکا تھا اور پھر وہ ایک ایسے جزیرے کی بات تھی جس پر فرانسیسی تہذیب کا سایہ تھا ورنہ اگر کہیں اس نے اپنے یہاں کی کسی عورت کے دانتوں میں گلاب دیکھنے کی کوشش کی ہوتی تو خود اس کے دانت شاید پیٹ ہی میں اتر جاتے۔ عورت اسے احاطے میں لائی۔ وہ بڑے نیاز مندانہ انداز میں اس سے ایک قدم پیچھے چل رہا تھا۔

"ایکویریم کی دیکھ بھال میں ہی کرتی ہوں۔" عورت کہہ رہی تھی۔ "بالی کا شوق تو صرف چار دن کا ہوتا ہے۔ مچھلیاں پال لیں اور اس کے بعد اسے بُھول گیا۔ بہت بڑی رقم صرف ہوئی ہے ان مچھلیوں پر۔ دنیا بھر کی اقسام مل جائیں گی۔"

"تو میں آپ کو مادام بالی کے نام سے مخاطب کروں سی نورا؟"

"ارے نہیں! ہشت! وہ میرا سوتیلا بیٹا ہے۔"

"اوہ میں معافی چاہتا ہوں مادام۔"

وہ اسے عمارت میں لائی اور پھر وہ اس بڑے کمرے میں پہنچے جہاں شیشے کے بڑے بڑے ظروف میں رنگا رنگ مچھلیاں تیر رہی تھی۔

عمران نے خالص بچکانہ انداز میں خوشی ظاہر کی۔ عورت شاید اندازہ لگانے کی کوشش کر رہی تھی کہ سچ مچ ایسا ہی ہے یا بن رہا ہے لیکن اسے عمران کی آنکھوں میں سادگی، معصومیت اور حماقت کے علاوہ اور کیا ملتا۔

"محض سیاحی غرض سے آئے ہو؟" عورت نے پوچھا۔

"ہاں سی نورا.... لاتوشے.... ہاہا.... جنت کا ٹکڑا ہے.... مجھے بہت پسند آیا.... آئندہ اپنے باپ کو بھی لاؤں گا۔"

"باپ؟" عورت نے حیرت سے دہرایا۔

"ہاں میرے ایک باپ بھی ہے۔"

"بس ایک ہی ہے؟" عورت نے تحیر آمیز سنجیدگی سے پوچھا۔

"ہاں فی الحال تو ایک ہی ہے۔" عمران نے احمقانہ انداز میں جواب دیا۔ پھر کھسیانی ہنسی ہنستا ہوا بولا "میں بھی کتنا گدھا ہوں۔"

"مجھے حیرت ہے کہ تم جیسے آدمی کو تمہارے باپ نے تنہا کیوں سفر کرنے دیا۔" عورت

بولی۔

"نہ کرنے دیتا مگر میں نے بھی شادی کر لینے کی دھمکی دی تھی۔"

"کیا مطلب.... میں نہیں سمجھی۔"

"وہ جب بھی مجھ سے خفا ہوتا ہے شادی کر لینے کی دھمکی دیتا ہے۔ اس بار میں نے بھی یہی دھمکی دی تھی اس لئے خاموش ہو گیا ورنہ کبھی مجھے تنہا سفر نہ کرنے دیتا۔ وہی تو سب سے کہتا پھرتا ہے میں بالکل گدھا ہوں۔"

وہ ایکویریم دیکھ چکا تو عورت نے ایک ملازم کو حکم دیا کہ لان پر چائے کے لئے میز لگائی جائے اور عمران سے بولی "اب تم مجھے الحمرا کی کہانیاں سناؤ گے۔"

"ضرور سناؤں گا سی نورا۔" عمران نے کہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بالی نے اپنے قیدیوں کو اس عمارت میں ہرگز نہ رکھا ہوگا وہ تھوڑی دیر تک پورچ میں کھڑے رہے پھر لان کی طرف بڑھے کیونکہ تھوڑے ہی فاصلے پر ایک گھنے درخت کے نیچے ایک میز پر دو تین کرسیاں ڈالی گئی تھیں۔

"بیٹھ جاؤ" عورت نے مسکرا کر کہا "مجھے علم ہے کہ اسپینی گدھے ہریالی کے بڑے شائق ہوتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو کھوپڑیوں پر بھی سبزہ اگالیں۔"

"آئیڈیا۔" عمران میز پر ہاتھ مار کر اچھل پڑا۔ تھوڑی دیر تک منہ کھولے اور آنکھیں پھاڑے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر بولا۔ "میں ضرور کوشش کروں گا۔ اسپین میں اپنی نوعیت کی ایک ہی چیز ہوگی۔

"کیا....؟"

"کھوپڑی پر سبزہ اگانا۔" عمران سر پر ہاتھ پھیرتا ہوا بولا۔ "تھوڑی سی مٹی جمائی اور بیج ڈال دیئے۔ روزانہ تھوڑا تھوڑا پانی دیتے رہے۔ اس نئے خیال کے لئے میں آپ کا ممنون ہوں مادام۔"

"مگر اس کا خیال رکھنا کہ دوسرے گدھے تمہاری کھوپڑی پر منہ مارنے لگیں گے۔" عورت نے ہنس کر کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے۔" عمران نے تشویش کن لہجے میں کہا اور بے حد اداس نظر آنے لگا۔

کچھ دیر تک خاموشی رہی پھر خود ہی چونک کر بولا "ابھی کیا باتیں ہو رہی تھیں؟"

"تم الحمرأ کی کوئی کہانی سنانے والے تھے۔"

"اوہ ہاں.... جی ہاں.... صدیاں گذریں جب قصر الحمرأ کے در و دیوار اس دانشمند بکرے کی دن سے گونجتے رہتے تھے۔"

عمران نے کسی بکرے ہی کی طرح دو تین بار آوازیں نکالیں اور عورت جھنجھلا کر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔ "یہ کیا شروع کر دیا تم نے؟"

"اسٹائل سی نورا" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "الحمرأ کے گائیڈ اسی طرح کہانیاں سناتے ہیں جس طرح ریڈیو پر صوتی اثرات دینے والے جھک مارنے تک آواز پیدا کرنے سے بھی نہیں چوکتے اسی طرح الحمرا کے گائیڈ کہانیاں سناتے وقت کبھی گھوڑے بن گئے۔ کبھی گدھے کبھی بکرے۔"

"مگر تم اس کا خیال رکھو کہ اس وقت ایک مہذب آدمی کے مکان میں ہو۔"

"خیال رکھنے کی آواز اس طرح پیدا کرتے ہیں۔" عمران نے کہا اور اپنے سر پر دو ہتھڑ مارنے لگا۔

"ارے.... ارے! تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔"

"اور دماغ خراب ہونے کی آواز۔" عمران کھڑا ہو گیا۔ "بتاؤں دماغ خراب ہونے کی آواز۔"

"میں ملازموں کو پکار لوں گی۔" عورت اٹھ کر پیچھے ہٹتی ہوئی خوفزدہ آواز میں بولی۔ اور عمران ہنستا ہوا بیٹھ گیا اور اس طرح بیٹھا جیسے کوئی بات ہی نہ رہی ہو۔

عورت حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی رہی اور پھر آہستہ سے بولی۔ "جاؤ! یہاں سے چلے جاؤ۔"

"چائے ابھی تک نہیں آئی؟" عمران نے بڑے بھولے پن سے کہا "بیٹھ جایئے۔ ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ ان دنوں غرناطہ پر شہزادہ ابو بلبل کی حکومت تھی جو دن رات طبلہ بجاتا رہتا تھا۔ اس کے پاس ایک ایسا دانشمند بکرا تھا.... بیٹھ جایئے نا.... آپ تو خفا ہو گئیں.... ہم اسپینی ایسے ہی گدھے ہوتے ہیں.... آیئے!"

عورت کچھ بڑبڑاتی ہوئی پھر آ بیٹھی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے۔

"ہاں تو اس دانشمند بکرے کی یہ خاصیت تھی کہ جب بھی کسی سمت سے کوئی غنیم غرناطہ پر

چڑھائی کرتا۔ وہ اسی سمت منہ اٹھا کر چیخنے لگتا چیختا ہی رہتا لیکن شہزادے کے کان پر جوں تک نہ رینگتی۔ تب پھر وہ بیچارہ اپنے جسم سے بمشکل تمام ایک جوں تلاش کر کے نکالتا اور شہزادے کے کان پر چھوڑ دیتا۔ پھر جیسے ہی شہزادے کے کان پر جوں رینگتی وہ طبلہ چھوڑ کر سارنگی اٹھا لیتا اور بکرا اس پر سجدہ شکر بجالا کر ماضی کا خیال الاپنے لگتا۔"

"بس کرو" عورت ہاتھ اٹھا کر بولی۔ "پتہ نہیں تم کس قسم کے آدمی ہو۔"

"مادام میں ایک مغموم آدمی ہوں۔ تنہائی اور اداسی صرف میرے لئے پیدا ہوئی ہیں میں خوبصورت عورتوں سے اس طرح جان پہچان پیدا کرتا ہوں۔ کچھ دیر مل بیٹھنے سے غم غلط ہوتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لئے میں یہ بھول جاتا ہوں کہ اس عظیم کائنات میں اکیلا ہوں۔" اس کی آواز رقت انگیز ہوئی جا رہی تھی اور آنکھوں میں آنسو چھلک آئے تھے وہ کہتا رہا۔ "اگر میں نے آپ کا وقت برباد کیا ہو تو معافی چاہتا ہوں.... جا رہا ہوں" وہ اٹھ گیا۔ ساتھ ہی دو آنسو بھی گالوں پر ڈھلک آئے۔

"ارے نہیں.... موسیو پمپ!" عورت نروس ہو گئی۔

"پمپ نہیں ڈھمپ۔" عمران نے ہچکی لے کر تصحیح کی۔

"بیٹھئے.... بیٹھئے.... میں پہلے ہی سمجھ گئی تھی کہ آپ اس طرح محض تعارف حاصل کرنا چاہتے ہیں۔"

"آپ کتنی اچھی ہیں۔" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور بیٹھ گیا۔

"تم تنہا کیوں ہو؟" عورت نے مسکرا کر پوچھا۔

"میرا باپ مجھے شادی نہیں کرنے دیتا۔ اب میں نے سوچا ہے کہ اس کی شکل ہی نہ دیکھوں گا۔ یہاں سے واپس ہی نہ جاؤں گا اگر کوئی کام مل گیا۔"

"کام تو بہت مل سکتا ہے۔" عورت کچھ سوچتی ہوئی بولی "مگر کام کی نوعیت۔"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک ملازم چائے کی ٹرے اٹھائے ہوئے آ گیا۔ عمران سوچ رہا تھا کہ اب کھیل ختم کر دینا چاہئے لیکن دشواری یہ تھی کہ کوئی نہ کوئی قریب یا دور نظر آ ہی جاتا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہاں کسی قسم کے ہنگامے کا سامنا کرے۔ عورت کا دستی پرس خاصا وزنی معلوم ہوتا تھا حالانکہ جب اس نے اس سے مل بیٹھنے کی کوشش کی تھی اس وقت یہ نیت نہیں تھی

وہ تو بس یونہی بالی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے اس سے جان پہچان پیدا کرنے کی ایک کوشش تھی۔ اسے مقامی کرنسی کی ضرورت تھی اور وہ اگاتھا جیسی بھولی بھالی عورت پر اپنا بار نہیں ڈالنا چاہتا تھا اس نے سوچا کہ پھر کیوں نہ انہیں پر ہاتھ صاف کیا جائے، جو موجودہ پریشانیوں کا باعث بنے ہیں۔ سورج غروب ہو رہا تھا۔ عمران نے ادھر ادھر کی گفتگو کے دوران چائے پی اور پھر چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "بڑا خوبصورت باغ ہے۔"

"اگر کوئی اسپینی تعریف کرے تو پھر یقینی طور پر خوبصورت ہے۔" عورت مسکرائی۔

"بہت خوبصورت سی نورا۔ محض اس لئے کہ آپ بھی اس وقت اس باغ کا ایک جزو ہیں۔ آپ اٹھ جائیے تو پھر یہ بے جان ہو کر رہ جائے گا۔"

باتیں بنانا تو کوئی اسپینیوں سے سیکھے۔" عورت جھینپے ہوئے انداز میں ہنس کر بولی۔

عمران نے اسے باتوں میں الجھا کر ٹہلنے پر آمادہ کر لیا اور وہ ٹہلتے ہوئے احاطے کے ایک دور افتادہ حصے میں آئے جہاں چاروں طرف اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں اور احاطے کی دیوار بھی قریب ہی تھی۔

"ارے.... ارے۔" یک بیک عورت اچھل پڑی۔ لیکن پھر اس کے حلق سے کسی قسم کی بھی آواز نہ نکل سکی کیونکہ عمران کا ایک ہاتھ اس کی منہ پر تھا اور دوسرے سے وہ اس کی گردن دبا رہا تھا لیکن اس نے گردن پر اتنا زور نہیں صرف کیا کہ وہ مر ہی جاتی۔ مقصد تو صرف یہ تھا کہ کسی قسم کے ہنگامے کا سامنا کئے بغیر کامیاب ہو جائے۔ وہ بیہوش ہو کر اس کے ہاتھوں پر جھول گئی۔ اس نے اسے بہ آہستگی زمین پر ڈال دیا اور تیزی سے پرس کھول ڈالا۔ ذرا ہی سی دیر کے بعد خالی پرس بیہوش عورت کے قریب پڑا ہوا تھا اور عمران احاطے کی دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف اتر رہا تھا!

O

عمران گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ سوتراں صبح سے غائب ہے اس کے آدمیوں میں سے کسی کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہو گا۔

"کل بالی کا خاموش رہ جانا میری سمجھ نہیں آ سکا تھا۔" اگاتھا نے کہا۔ "پاپا یقیناً خطرے میں ہوں گے.... میں کیا کروں؟"

عمران نے فوراً ہی کوئی جواب نہیں دیا۔ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اگر میں

موسیو مائیکل کی تھوڑی سی مرمت کردوں تو تمہیں گراں تو نہیں گزرے گیا؟"

"کیوں؟ مائیکل کیوں؟ میں نہیں سمجھی۔"

"ابھی میں تمہیں سمجھا بھی نہیں سکتا۔"

"تم کیا کرو گے؟"

"اگر ضرورت پڑی تو اس کی پٹائی بھی کروں گا۔"

"نہیں!" اگاتھا نے متحیرانہ انداز میں سر کو جنبش دی۔ تھوڑی دیر خاموش رہی پھر بولی

"لیکن پاپا کی گمشدگی سے اس کا کیا تعلق!"

"تم پرواہ نہ کرو.... میں تعلق پیدا کر لینے کا ماہر ہوں.... فی الحال ملازموں کو باہر نکال کر صدر دروازہ بند کرلو۔"

"تم اسے مارو گے۔"

"اوہو.... بحث نہ کرو.... اگر اپنے پاپا کو زندہ دیکھنا چاہتی ہو...."

ملازم سب باہر ہی تھے۔ اگاتھا نے صدر دروازہ بند کر لیا۔ عمران نے جوزف کو صدر دروازے کے قریب ہی چھوڑا اور تاکید کر دی کہ کوئی اندر نہ داخل ہونے پائے البتہ اگر آنے والا سوتراں ہی ہو تو دروازہ کھول دیا جائے۔ پھر اس نے اگاتھا سے کہا...."تم باورچی خانے میں جاؤ بنی!"

"کیوں؟"

"کیا تم اسے پٹتے دیکھنا چاہتی ہو؟"

"آخر کیوں مارو گے؟ بتاؤ.... مجھے بھی تو بتاؤ۔"

"ضروری نہیں ہے کہ مارنا ہی پڑے لیکن اگر ضرورت پڑی تو....'

"میں بھی چلوں گی...."

"ہوں لیکن کسی بات میں دخل نہیں دو گی۔"

"مارنا مت!"

"اسی لئے کہتا ہوں کہ تم وہاں مت آنا.... قفل کی کنجی نکالو۔"

"نہیں نہیں!"

"اچھا تو پھر پاپا کو مردہ سمجھ لو۔"

"یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ آخر بتاؤ نا کہ تم کیا سوچ رہے ہو۔ کیا سمجھ رہے ہو۔ مائیکل سے کیا مطلب؟ وہ تو کل ہی سے بند رہا ہے۔ ذرا سی دیر کے لئے بھی باہر نہیں نکل سکا۔"

"کیا میں نے ابھی تک تمہیں کوئی نقصان پہنچایا ہے؟"

"نہیں! میں کب کہتی ہوں۔"

"تو پھر مجھ پر اعتماد کرو.... جو کچھ کر رہا ہوں کرنے دو.... اوہاں! یہ لو اپنی وہ رقم جو میں نے تم سے ادھار لی تھی۔" عمران نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکالی اور گن کر کچھ نوٹ اس کی طرف بڑھاتا ہوا بولا "میں اپنا وہ صندوق تلاش کر لینے میں کامیاب ہو گیا ہوں جس میں کرنسی تھی۔"

"میں کیا کروں گی رکھو.... میں نے قرض نہیں دیا تھا۔"

"میں نے تو قرض ہی لیا تھا.... چلو جلدی کرو.... کنجی نکالو!"

"چلو! میں بھی چلتی ہوں.... دخل نہیں دوں گی۔"

"اگر دیا تو سمجھ لو کہ میرا غصہ بڑا واہیات ہے۔ پچھلے سال میں کسی بات پر خفا ہو کر چائے کے تین چار سیٹ چبا گیا تھا۔"

"ہنسنے کو دل نہیں چاہتا لیکن تم ہنسا دیتے ہو۔" وہ روکھی سی ہنسی کے ساتھ بولی۔

کمرے کی کھڑکی کے قریب اسٹول پر ایک کیروسین لیمپ رکھا ہوا تھا جس سے کمرے میں بھی روشنی تھی۔ لیمپ اندر ہی رکھنے کے لئے کمرہ کھولنا پڑتا اسی لئے وہ باہر رکھا جاتا تھا اور مائیکل تک کھانا اور پانی بھی کھڑکی کی سلاخوں ہی سے گذار کر پہنچایا جاتا تھا۔

اگاتھا کو کھڑکی کے قریب دیکھ کر مائیکل چنگھاڑنے لگا۔ وہ عمران کو بھی گالیاں دے رہا تھا۔

عمران نے جیسے ہی دروازہ کھولا۔ مائیکل نے اس پر چھلانگ لگائی لیکن عمران نے ڈاج دے کر کھوپڑی سے اس کے سینے پر اس زور کی ٹکر رسید کی کہ وہ دھاڑتا ہوا دوسری طرف الٹ گیا۔

اگاتھا بھی لیمپ اٹھائے کمرے میں گھس آئی۔

مائیکل دیوار سے لگا بیٹھا گالیاں اڑاتا رہا۔

اس وقت میں بہت غصے میں ہوں موسیو مائیکل! اس لئے ذرا نرم قسم کی گالیاں استعمال

لرو۔" عمران نے ہاتھ اٹھا کر کہا" اور میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ مادام اگاتھا کی موجودگی میں....'

"چلے جاؤ یہاں سے.... ورنہ دونوں کو قتل کر دوں گا۔" مائیکل حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"لیکن اس سے پہلے بتانا پڑے گا کہ تمہیں کوکین کہاں سے ملتی ہے؟"

"کوکین؟" مائیکل اور اگاتھا کی زبانوں سے بیک وقت نکلا۔

"ہاں کوکین۔ یہ بات کم از کم مجھ سے نہیں چھپ سکتی کہ تم کوکین کے عادی ہو۔"

مائیکل تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس کے حلق سے لایعنی سی آواز نکلنے لگیں۔ غالباً غصے کے اظہار کے لئے اس کے پاس الفاظ نہیں رہ گئے تھے۔

"او.... کتیا!" مائیکل غرایا۔ "میں سب سمجھتا ہوں تو مجھے جیل بھجوا کر عیش کرنا چاہتی ہے۔"

"ہوش میں رہو.... مائیکل.... میں کہتی ہوں۔"

"کہاں ہے سوتراں؟.... بلاؤ اس بے غیرت کو.... بلاؤ...." مائیکل دونوں ہاتھ ہلا کر چیخا۔

"تم لیمپ کھڑکی پر رکھ دو.... اور جوزف کو یہاں بھیج کر خود دروازے کے قریب ٹھہرو!.... جاؤ...." عمران نے اگاتھا سے کہا۔

"ہاں.... اچھا.... جو جی چاہے کرو.... میں دخل نہ دوں گی.... سن رہے ہو اس کمینے کی باتیں...."

وہ لیمپ رکھ کر باہر چلی گئی۔

"میں ابھی اسی کمرے سے کوکین برآمد کروں گا اور تمہیں یہ بھی بتانا پڑے گا کہ تمہیں اس کمرے سے کون نکال دیا کرتا ہے...."

مائیکل ہونٹ بھینچے اسے خونخوار نظروں سے گھورتا رہا۔

عمران دروازے پر جما کھڑا تھا۔ جوزف کی آمد پر اس نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا "اس آدمی کو پکڑے رکھو! میں کمرے کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔"

مائیکل مرنے مارنے پر آمادہ ہو گیا لیکن جوزف نے اسے قابو میں کر لینے میں دیر نہیں لگائی۔

عمران کمرے کی تلاشی لینے لگا۔ مائیکل بری طرح چیخ رہا تھا اور اگاتھا کو گالیاں دے رہا تھا۔ وہ

جوزف کے ساتھ ہی واپس آگئی تھی۔ عمران کی ہدایت کے مطابق صدر دروازے پر نہیں ٹھہری تھی۔ عمران نے بالآخر کوکین برآمد کر ہی لی اور سیدھا کھڑا ہو کر مائیکل سے بولا۔

"تم اور تمہارے ہی جیسے دوسرے جو اسمتھ کے پرستار ہیں اسی کے لئے جنگل کی خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ بتاؤ کہ یہ تمہیں کہاں سے ملتی ہے؟"

"تم سے مطلب.... چلے جاؤ یہاں سے...." مائیکل دہاڑا۔

"جوزف! اب اسے چھوڑ دو...." عمران نے کہا اور پھر مائیکل سے بولا۔ "میں بہت بری طرح پیش آؤں گا مجھے اس پر مجبور نہ کرو۔"

دفعتاً اگاتھا چیخ مار کر کمرے کے وسط میں آگری۔ کسی نے اسے دروازے کے باہر سے دھکا دیا تھا اور پھر دوسرے ہی لمحے میں عمران اور جوزف کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔ سوتراں کا ایک ملازم ہاتھ میں ریوالور لئے دروازے میں کھڑا تھا۔

"اوہ! تو تم ہو؟" عمران سر ہلا کر بولا "تم ہی اسے کمرے سے نکال دیا کرتے تھے تو پھر تم بھی مجھے موسیو سوتراں کا پتہ بتا ہی سکو گے.... کیوں؟"

"تم انہیں کور کئے رکھو سمجھے....!" مائیکل نے ملازم کی طرف ہاتھ ہلا کر کہا۔ "میں دل کا بخار نکالنا چاہتا ہوں۔"

عمران نے جوزف کو اشارہ کیا کہ وہ چپ چاپ کھڑا رہے۔

مائیکل عمران پر ٹوٹ پڑا اور عمران چیخا۔ "ارے ارے! اتنے زور سے۔ ابے گردن چھوڑ.... مرا.... مرا.... توبہ.... توبہ!"

"میں تمہیں مار ہی ڈالوں گا۔" مائیکل غرایا۔

"میں مار ڈالنے سے نہیں روکتا۔" عمران گھگھیایا۔ "لیکن اس طرح دھمکیاں تو نہ دو کہ مرنے سے پہلے ہی قلب کی حرکت بند ہو جائے۔"

مائیکل اسے سارے کمرے میں ریلتا پھر رہا تھا۔ اگاتھا کھڑی کانپ رہی تھی اور جوزف کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ باس کو آخر کیا ہو گیا ہے۔ کیا وہ ایسا ہی چوہا ہے کہ مائیکل جیسا کوئی آدمی اسے رگیدتا پھرے۔ وہ سوچ ہی رہا تھا کہ اب اسے کچھ کرنا چاہئے کہ یک بیک عمران سوتراں کے ملازم سے ٹکرایا اور پھر جوزف اتنا ہی دیکھ سکا کہ مائیکل اور ملازم دونوں تلے اوپر فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

ریوالور اب عمران کے ہاتھ میں تھا۔ اگاتھا نے ایک لمبی سانس لی۔

"جوزف اب انہیں اتنا مارو کہ بس یہ مرنے نہ پائیں۔" اس نے کہا۔

"دیر نہ کرو۔ پتہ نہیں پاپا کس حال میں ہوں۔" اگاتھا ہانپتی ہوئی بولی۔

"یہ پٹے بغیر نہیں بتائیں گے.... جوزف شروع ہو جاؤ۔"

دفعتاً ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی جنگلی بھینسا ان دونوں پر پل پڑا ہو..... وہ چیختے رہے اور پٹتے رہے۔

کچھ دیر بعد مائیکل ہانپتا ہوا بولا "بتاتا ہوں۔"

O

جوزف نے اس بری طرح ان دونوں کی مرمت کر دی تھی کہ ان میں اٹھنے کی بھی سکت نہ رہ گئی لیکن وہ زبان تو ہلا ہی سکتے تھے۔ مائیکل نے بتایا کہ اسے کوکین جنگل ہی سے ملتی تھی اور اس کی لت پادری اسمتھ ہی نے ڈالی تھی اس کے آدمی نہ صرف کوکین کی قیمت وصول کر لیتے تھے بلکہ بعض اوقات ان نشہ بازوں کو ان کے لئے کام بھی کرنا پڑتا تھا۔

عمران نے اس سے اس جگہ کا پتہ معلوم کرنے کی کوشش کی جہاں سے کوکین ملا کرتی تھی اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ اسی چشمے کے قریب ہی کہیں ہو سکتی ہے جہاں مائیکل سے پہلی بار مڈ بھیڑ ہوئی تھی۔

مائیکل کو وہاں لے جانا خطرے سے خالی نہیں تھا کیونکہ اطلاعات کے مطابق پولیس بھی جنگل میں گشت کرتی رہتی تھی اور پھر مائیکل تو اپنے پیروں سے چلنے کے قابل بھی نہیں رہ گیا تھا۔

آخر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ جوزف کو ان دونوں کی نگرانی کے لئے وہیں چھوڑ دے اور خود تنہا جائے۔ اسے یقین تھا کہ اس کے ساتھیوں کو جنگل ہی میں کہیں رکھا گیا ہوگا۔ ہو سکتا ہے کہ سوتراں بھی حقیقتاً بالی کی قید میں ہو۔

جب اگاتھا کو معلوم ہوا کہ وہ تنہا ہی جائے گا تو وہ بھی تیار ہو گئی۔

"تم!" عمران مسکرایا "اندھیرے میں غلط سلط بھی دیکھ سکتی ہو اس لئے مناسب یہی ہوگا کہ تم یہیں ٹھہرو.... ارے ہاں! کیا تم نے سوتراں کی گمشدگی کی اطلاع پولیس کو دے دی ہے؟"

"نہیں!"

"تم نے غلطی کی ہے۔ پولیس کو اطلاع دے دو! اور رپورٹ میں یہ بھی لکھوانا کہ پچھلی شام بالی سے ان کا جھگڑا ہوا تھا۔ لیکن میرا تذکرہ قطعی نہ آنے پائے اور مائیکل کا ذکر بھی نہ کرنا۔"

"اس سے کیا ہوگا؟"

"دماغ میں تری رہے گی اور خواب صاف نظر آئیں گے۔" عمران جھنجھلا گیا۔

"تو خفا کیوں ہوتے ہو۔ مگر میں تمہارے ساتھ ضرور چلوں گی۔"

"وقت نہ برباد کرو، جو کہہ رہا ہوں کرو۔ جاؤ رپورٹ درج کراؤ۔ میرے آدمی پر اعتماد کرو۔ وہ تمہارا گھر نہیں لوٹ لے جائے گا لیکن چلتے وقت اس کا جگ لبریز کرتی جانا۔"

عمران باہر نکلا۔ احاطہ سنسان پڑا تھا۔ وہ اس وقت بھی اسی میک اپ میں تھا جس میں بالی کی سوتیلی ماں سے ملا تھا۔

جنگل میں داخل ہوتے ہی وہ بہت زیادہ محتاط ہو گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ پولیس سے مڈ بھیڑ ہو۔ اس کا بھی خیال تھا کہ خود اس کے بچ نکلنے کی وجہ سے بالی اور اس کے ساتھی بھی کافی محتاط ہو گئے ہوں گے اور اگر سوتراں انہیں کے ہاتھ پڑا ہے تو ممکن ہے کہ اس نے انہیں اس کے متعلق بتا بھی دیا ہو۔ ظاہر ہے کہ بالی اس آدمی کے بارے میں ضرور جاننا چاہتا ہوگا جس نے سوتراں کی حمایت کی تھی۔

وہ چلتا رہا۔ اسے یقین تھا کہ وہ جس راستے پر چل رہا ہے اسے چشمے ہی پر لے جائے گا ابھی تک پولیس کی سیٹی بھی نہیں سنائی دی تھی لیکن وہ اس کی طرف سے غافل نہیں تھا۔

وہ کچھ دور چلتا اور پھر رک کر آہٹیں لینے لگتا۔ اسے یقین نہیں تھا کہ مائیکل کی بتائی ہوئی جگہ ہی منزل مقصود ثابت ہو گی کیونکہ مائیکل تو محض ایک معمولی سا کارندہ تھا جسے کوکین کا عادی بنا کر کام کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا اور یہ ناممکن ہے کہ انہوں نے کسی ایسے غیر اہم آدمی کو اپنا اصل ٹھکانہ بتا دیا ہو۔

یک بیک وہ چلتے چلتے رُک گیا۔ اس نالے کے قریب پہنچ چکا تھا جو مشرق کی جانب پادری اسمتھ کی کوٹھی کی پشت سے گذرتا تھا۔

یہ کسی قسم کی آوازیں ہی تھیں جو نالے کی گہرائی سے آئی تھیں وہ بڑی تیزی سے زمین

گیا اور سینے کے بل رینگتا ہوا کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔ یہاں نالے کی گہرائی زیادہ سے زیادہ پندرہ فٹ رہی ہوگی اسے تہہ میں چند متحرک سائے نظر آئے جو مشرق کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس نے کسی عورت کو کہتے سنا۔ "الگ ہٹو..... چل تو رہی ہوں۔"

اور یہ آواز جولیانافٹنر واٹر کے علاوہ اور کسی کی نہیں ہو سکتی تھی۔ عمران نے صاف پہچانا تھا۔

وہ اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتا رہا۔ سائے آہستہ آہستہ آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ عمران بڑی احتیاط سے نشیب میں کھسکنے لگا چونکہ ان لوگوں کا رخ اسمتھ کی کوٹھی ہی کی طرف تھا اس لئے احتیاط ضروری تھی۔ کبھی کبھی وہ مڑ کر پیچھے بھی دیکھ لیتا تھا کہ کہیں یہ بھی کسی قسم کا جال ہی نہ ہو ورنہ کیا یہ ضروری تھا کہ وہ اس وقت اتنی آسانی سے مل جاتے اور ان کے ساتھ جولیا بھی ہوتی اس نے یہ بھی محسوس کیا تھا کہ جولیا کو بولتے رہنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ اس بار اس نے اسے تیز آواز میں کہتے سنا "کمینو! مجھ سے ہٹ کر چلو ورنہ میں ایک آدھ کی گردن میں اپنے دانت پیوست کر دوں گی۔"

عمران جہاں تھا وہیں رک گیا کیونکہ اب سائے بھی رک گئے تھے۔

"چٹاخ!" یہ غالباً تھپڑ کی آواز سناٹے میں گونجی تھی۔ ساتھ ہی کسی مرد نے کسی کو ایک گندی سی گالی دی اور پھر جولیا چیخنے لگی۔ بالکل اسی انداز میں جیسے خود اس نے ان پر حملہ کر دیا ہو۔

عمران نے اسی سے اندازہ لگا لیا کہ ان لوگوں میں چوہان اور صفدر نہیں ہیں ورنہ وہ خاموش نہ رہ سکتے۔ تو پھر یہ جال یقینی طور پر اسے پھانسنے ہی کے لئے بچھایا گیا ہے۔

دفعتاً اس نے اپنے حلق سے پولیس کی سیٹی کی آواز نکالی اور دوسرے ہی لمحے میں سائے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے بھاگ نکلے صرف ایک سایہ وہیں کھڑا آگے پیچھے جھول رہا تھا۔ پھر وہ زمین پر گر گیا۔

عمران اب بھی سینے ہی کے بل رینگتا رہا۔ اس سے ایسی حماقت نہیں سرزد ہو سکتی تھی کہ اٹھ کھڑا ہوتا۔ اگر وہ کسی قسم کا جال ہی تھا تو کچھ آدمی اس کی گھات میں بھی ضرور ہوں گے، جو بے خبری میں اس پر حملہ کر سکیں اور ضروری نہیں کہ پولیس کی سیٹی کی آواز پر وہ بھی اسی طرح بوکھلا گئے ہوں۔ جیسے دوسرے بھاگے تھے۔

وہ جولیا کے قریب پہنچ کر رک گیا جو بیہوش ہو چکی تھی۔ یہاں بھی اس نے زمین نہیں

چھوڑی۔ جولیا کو وہاں سے اٹھا کر لے جانا بھی ایک مسئلہ ہی تھا۔ وہ تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا، بائیں جانب مڑ کر ایک طرف رینگ گیا۔ دراصل اب وہ جولیا سے قریب ہی کہیں کوئی ایسی پناہ گاہ تلاش کر رہا تھا جہاں خود چھپ سکتا۔

O

جولیانافٹنر واٹر ہوش میں آئی تو اس نے محسوس کیا کہ جیسے کوئی اسے اپنے کاندھے پر اٹھائے ہوئے چل رہا ہو۔ گو اس کا ذہن ابھی صاف نہیں ہوا تھا لیکن پھر بھی اس نے آزادی کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔

لیکن جولیا کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے اور ایک بار پھر اس کا سر چکرا گیا۔ پولیس.... تو اب یہ دوسرا جنجال.... جس میں شاید وہ ہمیشہ پھنسی رہے.... ظاہر ہے کہ وہ اپنی اصلیت کبھی نہ ظاہر کر سکتی۔

اسی الجھن میں اس پر پھر غشی طاری ہو گئی۔

اور جب دوسری بار اسے ہوش آیا تو فوری طور پر اس کا ذہن غشی کے اثرات سے پاک ہو گیا کیونکہ اسے اپنے گرد پولیس کی بجائے کئی نقاب پوش نظر آئے تھے۔ سامنے ہی بالی کھڑا اسے اس طرح گھور رہا تھا جیسے کچا ہی چبا جائے گا۔ اس کے چہرے پر نقاب نہیں تھی۔

"تم اپنی ضد سے باز نہیں آؤ گی؟" بالی نے کہا۔

"میں کسی قسم کی بھی بکواس سننا نہیں چاہتی۔"

"تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ تمہارے ساتھیوں کا کیا حشر ہونے والا ہے۔"

"وہی حشر میرا بھی ہوگا۔" جولیا نے لاپروائی سے کہا۔

"نادانی کی باتیں نہ کرو۔" بالی نے نرم لہجے میں کہا "تم لوگ نہ تو اس جزیرے سے نکل سکتے ہو.... اور نہ قیام کر سکتے ہو.... ہاں.... جیل خانے کی بات دوسری ہے۔"

"مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی۔"

"دیکھو لڑکی مجھے غصہ نہ دلاؤ۔"

"اس سے پہلے بھی تمہیں غصہ آ چکا ہے۔" جولیا نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور چاروں طرف دیکھنے لگی۔ یہ شاید کوئی زمین دوز کمرہ تھا.... دیواروں کی ساخت یہی بتا رہی تھی۔

ایک جانب ایک بڑی میز پر دو آدمی بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک

تو اس نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کیونکہ اس کی تصویر وہ پادری اسمتھ کی کوٹھی میں دیکھ چکی تھی۔ یہ پادری اسمتھ ہی ہو سکتا تھا.... لیکن دوسرے آدمی کو وہ پہچان نہ سکی کیونکہ وہ پہلے کبھی اس کی نظروں سے نہیں گذرا تھا۔

وہ دونوں یا تو سو رہے تھے یا بیہوش تھے۔

دفعتاً بالی نے پھر اسے مخاطب کیا "کیا تم سمجھتی ہو کہ وہ خبطی تم لوگوں کے لئے کچھ کر سکے گا۔"

"میں کچھ بھی نہیں سمجھتی۔"

"پھر یہ ضد کیوں؟.... ادھر دیکھو.... تم پہلی لڑکی ہو جس نے مجھے اس طرح متاثر کیا ہے آج تک کوئی بھی میری زندگی میں نہیں داخل ہو سکی۔"

جولیا نے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور بالی نے بُرا سا منہ بنایا اور پھر بولا "اچھی بات ہے اب دیکھوں گا۔"

اس کے یہ الفاظ جولیا نے سنے تھے لیکن اپنے چہرے سے پریشانی ظاہر نہ ہونے دی۔

بالی تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر خفیف سی.... مسکراہٹ نظر آئی۔

"کیا تم انہیں جانتی ہو؟" اس نے بیہوش آدمیوں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

جولیا نے کانوں سے انگلیاں نکال لیں اور بھرائی ہوئی آواز میں بولی "میں کیا جانوں۔"

"حالانکہ تم جانتی ہو۔" بالی مسکرایا

"اگر جانتی بھی ہوں تو مجھے اس سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔"

"تمہاری دلیری ہی مجھے پسند ہے.... تم خطرات میں گھر کر بھی اپنے اوسان بجا رکھ سکتی ہو.... اور.... اور میں بھی ایسا ہی ہوں.... اچھا تو سنو! آج اس پادری کا کھیل ختم ہو رہا ہے.... آج جنگلوں کی روحیں آخری بار چیخیں گی۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"تم اس آدمی کو ضرور پہچانتی ہو گی۔" اس نے پادری اسمتھ کی طرف اشارہ کیا۔

"شاید.... میں نے اسکی تصویر کوٹھی میں دیکھی تھی۔"

"ہوں! یہ پادری اسمتھ ہے۔ آج اسے پولیس کے حوالے کر رہا ہوں اور یہ دوسرا آدمی اس

کا سیکرٹری ہے۔" بالی بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "پولیس اس کی تلاش میں تھی اس لئے میرا فرض ہے کہ اسے قانون کے حوالے کر دوں بس جہاں یہ جیل میں پہنچا جنگلوں میں چیخنے والی روحیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائیں گی لیکن آج تو انہیں چیخنا ہی پڑے گا۔ کئی دنوں سے خاموش رہی ہیں۔ پہلے تو وہ کسی اژدھے کی پھپکار تھی مگر آج لاتعداد روحیں چیخیں گی.... سمجھ رہی ہو نا میرا مطلب۔"

"قطعی نہیں! پتہ نہیں تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا یہ حقیقت ہے کہ وہ بری روحیں اسی آدمی اسمتھ کے قبضے میں تھیں؟"

"بُری روحیں۔" بالی نے قہقہہ لگایا "کیا تم جیسی چالاک اور ذہین عورت بھی اتنی سنجیدگی سے بری روحوں کا تذکرہ کر سکتی ہے؟"

"مگر.... تم اسے پولیس کے حوالے کیوں کر رہے ہو؟" جولیا نے پادری اسمتھ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"اس لئے کہ یہ پولیس کی نظروں میں آگیا ہے اور تم ہمارے بزنس سے تو واقف ہی ہو چونکہ ہمیں اس کے لئے جنگل کو استعمال کرنا تھا اس لئے ہم نے اسے بری روحوں سے بھر دیا۔ آہستہ آہستہ جزیرے کی پولیس ہوشیار ہوتی گئی۔ اس گدھے اسمتھ سے بعض ایسی حماقتیں سرزد ہوئی تھیں جن کی بنا پر پولیس پوری طرح ہماری روحوں میں دلچسپی لینے لگی۔ اب اگر ہم اسے قانون کے حوالے کر دیں تو پولیس پوری طرح مطمئن ہو جائے گی۔ چین سے ایک کنارے بیٹھے گی۔ اور ہم اپنا کام بھی جاری رکھیں گے۔ موجودہ حالت میں تو یہ قریب قریب ناممکن ہو کر رہ گیا ہے کہ ہم اس جنگل کو استعمال کر سکیں کیونکہ رات کو بھی پولیس یہاں گشت کرتی رہتی ہے۔ ابھی کچھ دیر پہلے جب تم یہاں لائی جا رہی تھیں تو تم نے پولیس کی سیٹی ضرور سنی ہو گی۔ میرے آدمیوں کو بھاگنا پڑا تھا اور تم بیہوش ہو گئی تھیں اور یہ بہت اچھا ہوا کہ پولیس تمہاری طرف نہیں آئی ورنہ تم بڑی زحمت میں پڑ جاتیں۔"

بالی تیزی سے دروازے کی طرف مڑا۔ کیونکہ ابھی ابھی ایک آدمی کمرے میں داخل ہوا تھا اس کے چہرے پر نقاب نہیں تھی۔

"کیا خبر ہے....؟" بالی نے اسے تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کالے آدمی کو پکڑ لیا گیا ہے لیکن وہ نہیں ملا۔ اس نے مائیکل سے ٹھکانے کا پتہ پوچھا تھا۔"

"ٹھکانے کا پتہ؟" بالی ہنس پڑا.... "اوہ تو وہ اس ٹھکانے کا پتہ پوچھ رہا تھا.... تفصیل سے بتاؤ۔"

آنے والا بتانے لگا۔

بالی نے پوری رپورٹ سن کر کہا۔ "وہ چالاک ہے کوکین کے متعلق اس نے محض اندازے سے کہا ہوگا لیکن اندازہ غلط نہیں ہے تو پھر مائیکل نے اس کو اسی غار کا پتہ بتایا ہوگا جہاں سے ان لوگوں کو کوکین ملتی ہے.... اچھا۔"

یک بیک میز پر پڑے ہوئے آدمیوں میں سے ایک نے کروٹ لی اور ایک نقاب پوش اسے سنبھالنے کے لئے جھپٹا۔ اس کے بعد ہی ایک اور نقاب پوش بھی آگے بڑھا اور دونوں نے بیہوش آدمی کو سنبھال کر پھر ایسی پوزیشن میں لٹا دیا کہ وہ نیچے نہ گر سکے۔

بالی ان کی طرف توجہ دیئے بغیر کہہ رہا تھا۔ "جاؤ ان غاروں کے آس پاس ہی اسے تلاش کرو۔ اس کا پکڑا جانا بے حد ضروری ہے.... تم دونوں یہیں ٹھہرو!"

ان دونوں نقاب پوشوں کے علاوہ اور سب چلے گئے، جو بیہوش آدمی کو سنبھالنے کے لئے میز کے قریب آئے تھے۔

بالی پھر جولیا کی طرف مڑا چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر بولا۔ "تو تم میری اس پیش کش کو رد کرتی ہو.... کیوں؟"

"میں اسے ٹھکراتی ہوں۔" جولیا نے نفرت سے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"اچھی بات ہے تو اب دیکھو.... میں تمہیں...." اس نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا لیا اور پھر دونوں نقاب پوشوں کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم دوسرے کمرے میں جاؤ۔"

دونوں دروازے کی طرف بڑھے اور جولیا نے مٹھیاں بھینچ لیں۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے کوئی بلی کسی چھادری کتے سے بھڑ جانے کا تہیہ کر بیٹھی ہو۔

لیکن اس نے دیکھا کہ ایک نقاب پوش جیسے ہی دروازے سے گذرا دوسرے نے دیوار سے لگے ہوئے ایک پش بٹن پر انگلی رکھ دی۔ ہلکی سی کھڑ کھڑاہٹ کے ساتھ بائیں جانب سے ایک تختہ سرکا اور دروازہ بند ہو گیا۔

آواز پر بالی اس کی طرف مڑا۔

"کیوں.... یہ کیا حرکت؟" وہ غرایا "میں نے تم سے جانے کو کہا تھا۔"

"ایسی خوبصورت عورت کی موجودگی میں باہر جا کر مکھیاں ماروں گا...." نقاب پوش نے جواب دیا۔

"اوہ! یہ ہمت.... تو ہوش میں ہے یا نہیں؟ کس سے باتیں کر رہا ہے!"

"ایک ایسے گدھے سے، جو خوبصورت عورتوں کو صرف اپنی جاگیر سمجھتا ہے۔"

"کیا بکتا ہے؟" بالی حلق پھاڑ کر دہاڑا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور بھی نکال لیا۔ اور اسے جنبش دے کر بولا۔ "نقاب ہٹاؤ۔"

نقاب پوش نے فوراً ہی تعمیل کی۔ بالی نے پلکیں جھپکائیں۔ اس کی پیشانی پر شکنیں پڑ گئی تھیں۔

"تم کون ہو؟" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"پولیس۔ تمہارا کھیل ختم ہو گیا بالی.... قانون کے نام پر ریوالور نیچے گرا دو۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں۔"

"حکم؟.... ہاہا...." بالی نے ریوالور کو جنبش دے کر قہقہہ لگایا۔ پھر آنکھیں نکال کر دہاڑا۔ "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

"یہ ناممکن ہے.... میرے ہاتھ صرف مجرموں پر اٹھنا جانتے ہیں۔"

"تو پھر میں تمہیں مار ہی ڈالوں گا.... مگر.... تم جزیرے کی پولیس سے تو نہیں تعلق رکھتے۔"

"گستاپو.... پیرس...." اجنبی نے جواب دیا۔

"ہاہا...." بالی نے پھر قہقہہ لگایا اور ساتھ ہی فائر بھی جھونک مارا.... لیکن وہ آدمی تو کمرے کے دوسرے گوشے میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔

بالی نے اسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور اس بار جھلاہٹ میں پے در پے تین فائر کئے لیکن اجنبی نے ایسی اچھل کود مچائی کہ بالی کو پھر حیرت سے آنکھیں پھاڑنی پڑیں۔ اجنبی دیوار سے لگا کھڑا مسکرا رہا تھا۔ ریوالور میں اب صرف دو ہی کارتوس باقی بچے تھے اور بالی کی پیشانی پر پسینے کی

ننھی ننھی بوندیں پھوٹ آئی تھیں۔ دو کارتوس جن میں سے صرف ایک ہی اس کے لئے کار آمد ثابت ہو سکتا تھا.... وہ چاہتا تو الیکٹرک لیمپ کے بلب پر فائر کر کے کمرے میں اندھیرا کر سکتا تھا اس طرح اسے بھاگ نکلنے کا موقع مل جاتا لیکن اس کی عقل ہی خبط ہو گئی تھی۔ اس نے وہ دونوں کارتوس بھی اجنبی پر فائر کر دیئے۔

اور ٹھیک اسی وقت جب وہ خالی ریوالور اجنبی پر کھینچ مارنا چاہتا تھا جولیا نے اس کی کمر پر ایک زوردار ٹھوکر رسید کی اور وہ منہ کے بل فرش پر گر پڑا۔

شائد فائروں کی آوازیں اسی کمرے تک محدود رہی تھیں ورنہ دوسرا نقاب پوش یقینی طور پر ادھر آیا ہوتا۔ تہہ خانے یوں بھی ساؤنڈ پروف ہی ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اسے خصوصیت سے ساؤنڈ پروف بنانے کی کوشش کی گئی ہو۔

"اٹھنا بیکار ہے بالی" اجنبی نے کہا "بہتر ہو گا کہ یہ حسین عورت ابھی تم سے کچھ اور محبت کرے۔"

بالی نے لیٹے ہی لیٹے اجنبی پر چھلانگ لگائی۔ لیکن وہ پیچھے ہٹ گیا نتیجے کے طور پر بالی کو پھر منہ کے بل فرش پر آنا پڑا۔ اتنے میں دیوار سے لگی ہوئی ایک گھنٹی بجی۔ لیکن بالی اس سے لاپرواہ ہو کر تازہ حملے کی تیاری کرنے لگا۔ اجنبی اس وقت بند دروازے کے سامنے تھا اور اس کی نظریں بالی پر جمی ہوئی تھیں۔

یک بیک دروازے کا تختہ سرکا اور ایک نقاب پوش نے اس پر چھلانگ لگائی اجنبی کو سنبھلنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ وہ دونوں فرش پر گرے۔ دوسری طرف سے بالی بھی ٹوٹ پڑا۔

جولیا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے۔ دوسرے نقاب پوش کی آمد کا علم اسے بھی نہیں ہو سکا تھا ورنہ وہ اجنبی کو ہوشیار کر دیتی۔

اب اسے توقع نہیں تھی کہ اجنبی سنبھل سکے گا کیونکہ بالی بھی اس پر ٹوٹ پڑا تھا اور اجنبی ان دونوں کے نیچے تھا۔ جولیا کی دانست میں وہ دونوں اسے پیسے ڈال رہے تھے۔

یک بیک اس نے بالی کی کراہ سنی اور دوسرے ہی لمحے میں وہ اجنبی کے نیچے نظر آیا وہ اس کے سینے پر سوار ہو گیا تھا اور دوسرے نقاب پوش کو ہاتھوں پر اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ یہ سب کچھ اتنی جلدی ہوا تھا کہ جولیا کو اس کا اندازہ بھی نہ ہو سکا کہ ہوا کیسے تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اس نے دوسرے نقاب پوش کو اچھال دیا جو دیوار سے ٹکرا کر کسی چوٹ کھائے ہوئے بھینسے کی طرح ڈکرایا تھا۔

پتہ نہیں اب اس میں دوبارہ اٹھنے کی سکت نہیں رہ گئی تھی یا خواہ مخواہ پٹنا نہیں چاہتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ بیہوش ہی ہو گیا ہو کیونکہ اس کا سر بہت زور سے دیوار سے ٹکرایا تھا۔

اس کے بعد وہ بالی کو رگڑتا رہا۔ بالی اٹھ جانے کے لئے انتہائی زور صرف کر رہا تھا لیکن کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔

"لڑکی کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی؟" اجنبی نے جولیا سے کہا۔ "سینڈل اتارو اور شروع ہو جاؤ۔"

جولیا بُری طرح جھلائی ہوئی تھی۔ سچ مچ بالی پر ٹوٹ پڑی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی ناک سے خون بہہ چلا۔

"ارے کیا قیمہ کر کے رکھ دو گی؟" اجنبی نے آہستہ سے اُردو میں کہا "میرے کام کا بھی رہنے دو۔"

جولیا بوکھلا کر پیچھے ہٹ گئی اور اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اجنبی کو گھورنے لگی جیسے اس نے اسے تیسری جنگ شروع ہو جانے کی خبر سنائی ہو۔

اور پھر اس نے اسے پہچان لیا.... یہ عمران کے علاوہ اور کون ہو سکتا تھا عمران جو بالی کے نقاب پوشوں میں سے ایک تھا۔

بالی کے ہاتھ پیر سست پڑتے جا رہے تھے۔ دفعتاً عمران اسے چھوڑ کر ہٹ گیا لیکن بالی نے اٹھنے کی کوشش نہیں کی۔

"تو اب وقت کیوں برباد کر رہے ہو!" جولیا جلدی سے بولی "کہیں وہ واپس نہ آ جائیں۔"

"نہیں.... وہ عمران کو ساتھ لئے بغیر واپس نہیں آئیں گے۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

بالی حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم.... تم.... اوہ...." اس نے اٹھنے کی کوشش کی اور عمران نے خود ہی اس کا گریبان پکڑ کر اٹھا دیا۔

"ہوں.... بالی اب بتاؤ...." اس نے کہا" اس کے ہونٹوں پر پھیکی سی مسکراہٹ نظر آئی اور اس نے آہستہ سے کہا" تم بہت خسارے میں رہو گے۔ یہاں کی پولیس تمہیں کسی طرح بھی نہیں چھوڑے گی۔ تم اب بھی ہمارے رحم و کرم پر ہو۔"

"سنو بالی! میں بوغا کو مرغا بنانے کا تہیہ کر کے گھر سے نکلا ہوں۔ اس لئے مجھے دھمکیاں دینے کی کوشش نہ کرو۔"

"اگر تم پولیس کے سامنے بوغا کا نام لو گے تو یہی سمجھا جائے گا کہ تمہارا ذہنی توازن بگڑ گیا ہے کیونکہ پولیس کسی ایسے آدمی کے وجود سے واقف نہیں ہے جس کا نام بوغا ہو اور پھر تم اپنی اصلیت تو ظاہر ہی نہ کر سکو گے اس لئے تمہیں ساری زندگی جیل ہی میں گذارنی پڑے گی.... کیا سمجھے؟"

"چلو!" عمران نے اسے میز کی طرف دھکا دیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ وہ لنگڑا بھی رہا تھا۔ شاید پیر میں موچ آگئی تھی۔

میز کے قریب پہنچ کر وہ پلٹا ہی تھا کہ عمران نے لپک کر اس کی گردن پکڑ لی۔

"میں ان دونوں کی اصلی شکلیں دیکھنا چاہتا ہوں۔" عمران نے میز پر پڑے ہوئے بیہوش آدمیوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اصلی شکلیں؟" بالی نے بھرائی ہوئی آواز میں دہرایا۔

"ہاں اصلی شکلیں.... تم کسی بیوقوف آدمی کو مزید بیوقوف بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتے.... چلو جلدی کرو.... ان کے چہروں سے میک اپ ختم کرو.... پتہ نہیں بوغا کے سارے ملازم تمہاری ہی طرح گدھے ہیں یا ان میں سے کوئی عقل بھی رکھتا ہے۔"

"تم پتہ نہیں کیا بک رہے ہو.... یہ ان کی اصلی ہی شکلیں ہیں۔" بالی نے کہا اور پھر عمران سے لپٹ پڑا۔ اس بار وہ جی چھوڑ کر حملے کر رہا تھا۔ کچھ دیر کے لئے تو عمران بھی چکرا گیا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے یہ کوئی دوسرا آدمی ہو بالی نہ ہو جسے کچھ دیر پہلے اس نے کسی چوہے کی طرح رگڑ دیا تھا۔

ادھر عمران کو بالی سے الجھا چھوڑ کر جولیا بیہوش آدمیوں کی طرف متوجہ ہو گئی سب سے پہلے اس کا ہاتھ پادری اسمتھ کی ڈاڑھی پر پڑا اور وہ بڑی آسانی سے اکھڑتی چلی آئی۔ کمرے کے

ایک گوشے میں چینی کے مرتبان میں پانی تھا۔ جولیا اسے اٹھا کر پھر میز کی طرف آئی۔

پھر جلد ہی وہ کسی حد تک ان کا میک اپ ختم کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن حیرت کی زیادتی سے اس کی آنکھیں اُبلی پڑ رہی تھیں۔ کیونکہ یہ صفدر اور چوہان تھے۔

اس نے مڑ کر ان دونوں کی طرف دیکھا، جو ابھی تک ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے تھے۔ وہ الجھن میں تھی کہ آخر عمران جلدی سے یہ قصہ ختم کیوں نہیں کر دیتا۔ اُسے دوسرے نقاب پوشوں کی واپسی کا خطرہ لاحق تھا۔

یک بیک عمران نے بالی کو ہاتھوں پر اٹھا لیا اور بالی بیساختہ چیخا۔ "نہیں! نہیں۔" اب اس میں مزید جدوجہد کرنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی۔ ناک سے خون اب بھی بہے جا رہا تھا۔

عمران نے اسے بہ آہستگی فرش پر کھڑا کر دیا۔

"سوتراں کہاں ہے؟" اس نے پوچھا۔

"جنگل میں!" بالی ہانپتا ہوا بولا "لیکن تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہئے۔"

"حالانکہ تم اسے اسی لئے پکڑ لے گئے تھے کہ میرے متعلق معلومات حاصل کرو۔ تمہیں شبہ تھا کہ وہ ملازم جس نے تم پر حملہ کیا تھا میں ہی ہو سکتا ہوں.... بوغا کہاں ہے....؟"

"میں نہیں جانتا۔"

"تم بالکل احمق ہو۔ بوغا انتہائی خود غرض آدمی ہے۔ تمہیں معلوم ہو گا وہ اپنے آدمیوں کو شطرنج کے مہروں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔"

عمران نے ان آدمیوں کا حوالہ دیا جنہیں بوغا نے قربانی کا بکرا بنا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کو پھانسا تھا...." وہ آج بھی ہمارے ملک کی کسی جیل میں ایڑیاں رگڑ رہے ہوں گے۔" اس نے طویل سانس لے کر کہا" اور ایک دن یہی حشر تمہارا بھی ہو گا۔ بالکل یہی حشر.... کیا سمجھے؟ میں جا رہا ہوں مجھے کوئی بھی نہ روک سکے گا لیکن اگر میں نکل گیا تو کیا بوغا تمہیں زندہ چھوڑے گا؟.... ہرگز نہیں.... وہ یا تو تمہیں ختم کرا دے گا.... یا تم لاتوشے کی جیل میں سڑ جاؤ گے۔"

بالی کچھ نہ بولا۔ اب وہ گھٹنوں پر سر رکھ کر اکڑوں بیٹھ گیا تھا۔

"یہ صفدر اور چوہان ہیں۔" جولیا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں جانتا تھا....." عمران بولا۔ "یہ بھی محض اتفاق ہی ہے کہ اس وقت میں اس راہ پر آنکلا ورنہ یہ دونوں کچھ دیر بعد پولیس کی حراست میں ہوتے۔ کیا تم بتا سکتی ہو کہ اس وقت کہاں ہو؟"

"میں نہیں جانتی۔"

"اسمتھ کی کوٹھی والے تہہ خانوں میں۔ اوپر پولیس موجود ہے۔ پروگرام یہ تھا کہ یہ ہمیں اور کچھ اسمگل شدہ مال یہاں چھوڑ کر بھاگ جاتے اور ایسی حرکتیں کرتے کہ پولیس کو تہہ خانے کا راستہ معلوم ہو جاتا۔ ہم پکڑے جاتے لیکن پولیس کو اپنی اصلیت نہ بتا سکتے پولیس ہمیں جیل میں ڈال کر مطمئن ہو جاتی کہ پادری اسمتھ کا قصہ ختم ہو گیا اور پادری اسمتھ کا میک اپ ہمارے لئے مزید الجھن پیدا کر دیتا۔ پولیس یہی سمجھتی کہ کوئی نامعلوم آدمی پادری اسمتھ کے بھیس میں انہیں شروع ہی سے دھوکا دیتا رہا ہے اگر ہم اپنی اصلیت بتاتے تو ہماری حکومت اور حکومت فرانس کے تعلقات خراب ہو جاتے۔ یہی ایک نکتہ ایسا تھا جس کی بناء پر بوغا نے اتنی زحمت مول لے کر ہمیں یہاں لانے کا پروگرام بنایا تھا اگر اس کام کے لئے کسی اور کو پھانستا تو وہ بوغا اور اس کی تنظیم کا نام ضرور لیتا۔ یا اگر وہ اس سے لاعلم ہوتا تو خود اس کے متعلق چھان بین کر کے پولیس مطمئن ہو ہی سکتی لیکن ہم اپنا اتا پتہ کیا بتاتے۔ ہم اگر بوغا کا نام لیتے بھی تو اپنے متعلق کیا بتاتے ظاہر ہے اس طرح بوغا کا کام نکل جاتا اور ایک دشمن بھی کم ہوتا..... لیکن اب یہ بالی..... جگہ لے گا اسمتھ کی....."

"نہیں نہیں....." بالی یک بیک سر اٹھا کر بولا "تم ایسا نہیں کر سکو گے۔"

"ابھی بتاتا ہوں کہ میرے لئے کتنا آسان ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں اس کمرے میں میک اپ کا سامان موجود ہے۔ میں تمہیں بیہوش کر دوں گا اور سوتراں کا پتہ مجھے..... یہ بتائے گا۔" عمران نے بیہوش نقاب پوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا یہ مجھے اس جگہ یقینی طور پر پہنچائے گا جہاں تم نے سوتراں کو روک رکھا ہے سوتراں کی بیٹی پولیس کو اطلاع دے چکی ہے کہ سوتراں غائب ہے اور اس سے تمہارا جھگڑا ہوا تھا۔ سوتراں تمہاری قید سے رہا ہو کر سیدھا پولیس اسٹیشن جائے گا اور پولیس کو ایک دلچسپ کہانی سنائے گا۔ یہی کہ وہ آج شام کو اپنی کشتیوں کی دیکھ بھال کر کے واپسی میں جنگل سے گذر رہا تھا کہ اس نے چند آدمیوں کو کچھ وزنی تھیلے اٹھائے ہوئے دیکھا جو ایک پتھریلی دراڑ سے گذر کر جنگل میں داخل ہو رہے تھے اور نیچے دراڑ کے قریب ایک

بڑی کشتی پانی پر رکی ہوئی تھی۔ ان لوگوں نے سوتراں کو پکڑ لیا اور اس تہہ خانے میں لے آئے۔ یہاں پادری اسمتھ موجود تھا۔ وہ ان لوگوں پر بہت بگڑا کہ وہ سوتراں کو یہاں کیوں لائے وہیں کہیں قتل کر کے ڈال دیا ہوتا۔ وہ انہیں بُرا بھلا کہتا رہا اور اسی پر اتنی بات بڑھی کہ وہ آپس میں جھگڑا کر بیٹھے۔ کچھ آدمی اسمتھ کے موافق ہو گئے اور کچھ مخالف اور ان میں لات جوتا چلنے لگا۔ اتنی شدید لڑائی ہوئی کہ کئی زخمی ہو گئے اور سوتراں لکڑی کے ان کریٹوں کے پیچھے چھپ گیا۔ کچھ دیر بعد شور تھما اور وہ سوتراں کے متعلق گفتگو کرنے لگے پھر کسی نے کہا شاید وہ نکل گیا اب وہ اس کے متعلق تشویش ظاہر کرنے لگے اور انہوں نے آپس میں طے کیا کہ سوتراں کو پولیس تک نہ پہنچنے دیں ورنہ سب پکڑے جائیں گے۔ سوتراں نے آوازوں سے اندازہ لگایا کہ وہ سب چلے گئے ہیں۔ وہ جب کریٹوں کے ڈھیر کے پیچھے سے نکلا تو اس کی نظر اسمتھ پر پڑی جو زخمی ہو کر وہیں بیہوش پڑا رہ گیا تھا..... اور اب چلئے حضور..... وہاں اس تہہ خانے میں تو سونے کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں۔"

بالی بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہونٹ ایک دوسرے پر سختی سے جمے ہوئے تھے۔ سانس پھول رہی تھی اور آنکھیں نکلی پڑ رہی تھیں۔

عمران اس کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر بولا "اور اس وقت کتنا مزہ آئے گا دوست جب اسمتھ کی ڈاڑھی کی پشت سے بالی کا چہرہ طلوع ہو گا۔"

"نہیں نہیں!" بالی پھر سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ شاید وہ کچھ سوچ رہا تھا۔

"تم لوگوں کی اسکیم تو یہی تھی کہ ہم خود ہی جال میں پھنس جائیں۔" عمران مسکرایا.....

"لیکن ایسا نہ ہو سکا۔ تم سمجھے تھے کہ ہم سب ہی جعلی کرنسی جیبوں میں ٹھونس کر بغلیں بجاتے پھریں گے لیکن افسوس کہ صرف بوغا کی بیٹی اور داماد ہی اس چکر میں آئے۔ تم سمجھے تھے کہ ہم بھی پکڑے جائیں گے اور اسی بدنام کوٹھی کا پتہ بتائیں گے لیکن اپنے متعلق کچھ بھی نہ بتا سکیں گے۔ تم لوگ کوٹھی سے کچھ اسمگل کیا ہوا سامان برآمد کرا دیتے، جو ہمارے تابوتوں میں آخری کیل ثابت ہوتا اور اس کے بعد ہی جنگل کی روحیں چیخنا چھوڑ دیتیں۔ مگر وہ بڑے شاندار ریکارڈ ہیں جن کی آوازیں لاؤڈ اسپیکر جنگل میں منتشر کرتے ہیں۔ غالباً یہ سارا سامان جنگل ہی کے کسی غار میں ہوگا..... کیوں؟..... بہر حال جب آواز آنی بند ہو جاتی تو پولیس یہی سمجھتی کہ اس نے

اصل مجرموں کا قلع قمع کر دیا ہے.... ہے نا یہی بات.... یا پھر تم یہ کرتے کہ ہم میں سے کسی ایک کو قابو میں کر کے اسی طرح احمق بنا دیتے جیسے میرے ساتھی چوہان کو اس وقت بنایا ہے اور وہ بھی بحالت بیہوشی پولیس کی حراست میں پہنچا دیا جاتا.... ہاہا.... لیکن اب تم تیار ہو جاؤ بالی! بازی الٹ گئی.... میں اس وقت ماسٹر آف سچویشن ہوں اور یہ تمہارے آدمی تو چوہوں کی طرح بھاگتے پھریں گے۔ مجھے افسوس ہے کہ بوغا نے تمہیں میرے متعلق اندھیرے میں رکھا ہے ورنہ تم کم از کم مجھ سے بھڑنے کا ذمہ ہرگز نہ لیتے۔"

"سمجھوتہ کر لو!" دفعتاً بالی دونوں ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"ہمپ...." عمران نے متفکرانہ انداز میں آنکھیں نکالیں۔ پھر ہنس پڑا۔

"بھلا تم سے سمجھوتے کی کیا صورت ہوگی اور پھر سمجھوتے کا سوال ہی کیوں پیدا ہونے لگا۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ تم لوگوں کو یہاں سے نکال دوں گا۔"

"اور دو تین دن میری میزبانی کرو گے۔" عمران مسکرایا۔

"یقیناً.... میں وعدہ کرتا ہوں۔"

"ابھی اور.... اسی وقت.... تمہیں میرے ساتھ پورٹ سعید چلنا پڑے گا میں جانتا ہوں کہ تمہارا ایک اسٹیمر بندرگاہ پر موجود ہے وہ پورٹ سعید ہی کی طرف جائے گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔ تم بندرگاہ سے اسٹیمر پر کیسے پہنچ سکو گے۔"

"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ جنگل کے ایک بظاہر دشوار گذار حصے کی ایک پتھریلی دراڑ میں.... تمہاری لانچ ہر وقت موجود رہتی ہے، جو جزیرے سے تین میل کے فاصلے پر اسٹیمروں سے رابطہ قائم کر سکتی ہے۔ کیا ہم لوگوں کو لانے کے سلسلے میں یہی طریقہ نہیں برتا گیا تھا؟"

"مگر مجھ میں چلنے پھرنے کی سکت نہیں ہے۔"

"یہ عورت تم سے میٹھی میٹھی باتیں کرتی چلے گی پرواہ نہ کرو.... خوبصورت عورتیں تو مردوں کو بھی زندہ کر سکتی ہیں۔ دادا جان کہا کرتے تھے...."

جولیا جو اس دوران بھی برابر صفدر اور چوہان کے چہروں پر پانی کے چھینٹے دیتی رہی تھی۔ پُر مسرت لہجے میں بولی "یہ ہوش میں آرہے ہیں۔"

کچھ دیر بعد بالی کو اسی پر آمادہ ہونا پڑا، جو عمران چاہتا تھا۔ عمران نے اس نقاب پوش کے

کپڑے پہنے جو بیہوش پڑا تھا اور چہرے پر نقاب لگائی۔ صفدر اور چوہان پوری طرح ہوش میں آگئے تھے۔

"مگر تم میرے آدمیوں میں کب اور کیسے آملے تھے؟" بالی نے پوچھا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ اس وقت جولیا کو اس طرح جنگل میں پریڈ کیوں کرائی جارہی تھی!"

بالی پہلے تو اسے ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "تمہیں پھانسنے کے لئے.... مجھے یقین تھا کہ تم سوتراں کو تلاش کرنے کے لئے ضرور نکلو گے۔ مجھے سوتراں کے ملازم نے جس آدمی کا حلیہ بتایا تھا اس سے میں نے اندازہ کر لیا وہ تم ہی ہو سکتے ہو۔ سوتراں کو اسی لئے پکڑا تھا کہ تم اسے تلاش کرنے جنگل میں آؤ۔"

"اور پھر تمہارے آدمیوں نے سیٹی کی آواز سنی۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "حالانکہ وہ میرے ہی حلق سے نکلی تھی۔"

"نہیں!" بالی کے چہرے سے بوکھلاہٹ ظاہر ہوئی۔

"بوغا تو گدھا ہے ہی.... تمہیں کیا کہوں...." عمران مسکرا کر بولا "جولیا جہاں بیہوش پڑی تھی وہیں.... قریب ہی ایک بڑے پتھر کی اوٹ میں.... میں بھی چھپ گیا۔ تم کچھ دیر بعد اپنے آدمیوں کے ساتھ آئے تھے اور تمہارے کچھ آدمی ادھر ادھر پھیل کر پولیس کی آہٹ لینے لگے تھے۔ ایک خوش نصیب میری طرف بھی آنکلا.... بس پھر میں نے اتنی احتیاط سے اس کی گردن دبائی کہ وہ ہاتھ پیر بھی نہ پھینک سکا۔ مگر مقصد صرف اپنا بچاؤ تھا کیونکہ شاید اس نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ یہ تو بعد میں معلوم ہوا تھا کہ وہ آدمی کتنا اہم ہے۔ اہمیت پورے چہرے کی نقاب نے بڑھائی تھی۔ اگر میں نے یہ نہ محسوس کر لیا ہوتا کہ تم سب نقاب پوش ہو تو صرف تعاقب ہی پر اکتفا کرتا.... اوہ تم ڈرو نہیں! وہ مرا نہ ہوگا.... بہر حال صرف یہ نقاب مجھے یہاں تک لے آئی تھی اور ہاں! آج میں نے تمہاری سوتیلی ماں سے کچھ رقم بھی قرض لی تھی۔ باروزگار ہوتے ہی واپس کر دوں گا۔"

"وہ تم ہی تھے؟" بالی نے حیرت سے کہا۔

"ہاں کبھی کبھی مجھ سے عقلمندیاں بھی سرزد ہونے لگتی ہیں۔"

"کیا تم مجھے اسی طرح سے براہِ راست چلنے پر مجبور کرو گے؟"

"قطعی اس طرح...." عمران نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ریوالور کی نال اس کی بائیں پسلی سے لگادی۔

O

وہ جنگل کا ایک غار ہی تھا جہاں جوزف سے ملاقات ہوئی اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے تھے اور وہ سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا۔ سوتراں کے متعلق بالی نے بتایا کہ وہ دوسرے غار میں رکھا گیا ہے لیکن اسے علم نہیں ہے کہ اسے بالی ہی نے پکڑوایا ہے اس کے آدمی اسے غار تک اس طرح لائے تھے کہ اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی تھی اور اسی طرح اسے یہاں سے نکالا بھی جائے گا تاکہ وہ نشاندہی نہ کرسکے اس نے بتایا کہ سوتراں بھی اس کے لئے بہت اہم ہے حالانکہ سوتراں کو اس کا علم نہیں تھا کہ وہ اکثر غیر شعوری طور پر اس کے کام آجاتا ہے اور یہ کام آنا اس طرح ہوتا ہے کہ ان دونوں کے جھگڑوں میں پھنس کر دوسرے ماہی گیروں کی توجہ اس حصے سے ہٹ جاتی ہے جہاں بالی کا پوشیدہ گھاٹ ہے۔ یہ جھگڑے ایسے ہی مواقع پر اٹھتے ہیں جب گھاٹ کا راستہ بالی کی مال بردار کشتیوں کے لئے صاف نہیں ہوتا۔

بہر حال سوتراں چھوڑ دیا گیا۔ لیکن عمران اس سے نہیں ملا اور ضرورت بھی کیا تھی۔ وہ یہاں خیر سگالی کے مشن پر تو آیا نہیں تھا کہ رخصت کے وقت الوداع کہنا ضروری ہوتا۔

بالی اپنے آدمیوں سے کہہ رہا تھا "اوپر کے احکامات بھی بعض اوقات بہت تکلیف دہ ہو جاتے ہیں۔ اب شاید اسکیم بدل گئی ہے۔ ابھی ابھی پیغام ملا ہے کہ موجودہ اسکیم ترک کرکے قیدیوں کو پورٹ سعید پہنچایا جائے۔ لہذا میں انہیں لے کر جارہا ہوں۔ اگر عمران نہیں مل سکا تو اس کی تلاش میری عدم موجودگی میں بھی جاری رکھنا.... جاؤ.... اب تم سب اپنے اپنے ٹھکانوں پر جاؤ۔"

ان میں سے چند نے اس سے بعض امور کے متعلق مزید ہدایات طلب کیں اور رخصت ہو گئے۔ بالی تھوڑی دیر تک خاموش کھڑا رہا پھر عمران سے بولا۔ "اب تو ریوالور جیب میں رکھ لو۔"

"جب تک کہ تم بھی میرے ساتھ ہی اسٹیمر پر سوار نہیں ہو جاتے یہ ناممکن ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا "اور اسٹیمر پر بھی ہم دونوں ہر وقت ساتھ ہی رہیں گے۔ ایک ہی کیبن میں سوئیں گے۔ تم سے کچھ ایسی ہی محبت ہوگئی ہے کہ ایک سیکنڈ کی جدائی بھی میرا کلیجہ چیر پھاڑ کر رکھ دے

گی.... کیا سمجھے پیارے۔"

اس دوران میں عمران باقاعدہ طور پر ریوالور ہاتھ میں لئے کھڑا رہا تھا۔ بظاہر تو انداز ایسا ہی تھا جیسے اس نے جولیا، صفدر اور چوہان کو.... کور کر رکھا ہو لیکن بالی اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس سے ذرا سی لغزش بھی ہوئی تو خود اسی کا سینہ چھلنی ہو کر رہ جائے گا۔

وہ نقاب یقیناً بڑے کام کی نکلی تھی، جو عمران نے بالی کے ایک ساتھی ہی کے چہرے سے اتاری تھی۔ بالی کے ساتھی اسے اپنوں ہی میں سے کوئی فرد سمجھتے رہے اور پُر سکون انداز سے رخصت بھی ہوگئے اگر انہیں ذرہ برابر بھی شبہ ہو جاتا تو حالات کچھ اور ہوتے۔

بالی نے ایک بار پھر کوشش کی کہ عمران اسی وقت کی روانگی پر اصرار نہ کرے لیکن عمران اس سے متفق نہ ہو سکا۔

بالی نے بتایا کہ اسٹیمر کی روانگی میں ابھی دو گھنٹے کی دیر ہے اس لئے اسے کم از کم گھر تک جانے کا موقع تو ملنا ہی چاہئے۔

"لانچ ہی پر بیٹھ کر انتظار کرلیں گے۔" عمران نے کہا۔ "ورنہ اگر کہیں تمہیں گھر پہنچ کر نیند آگئی تو ہم پھر یتیموں کی طرح بلبلاتے پھریں گے۔"

پھر وہ سب کچھ دیر بعد اسی لانچ میں پہنچ گئے جس کا تذکرہ عمران نے کیا تھا۔ ریوالور اب بھی بالی کی کمر سے لگا ہوا تھا۔

"بوغا...." بالی بڑبڑایا۔ "حقیقتاً خود غرض ہے اسے اپنے آدمیوں کی ذرّہ برابر بھی پرواہ نہیں ہوتی۔"

"کیا ہم لوگوں کے یہاں پہنچ جانے کے بعد تمہیں بوغا سے کچھ ہدایات ملی تھیں؟"

"نہیں! مجھے اس پر بھی حیرت ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ اس کی پیغام رسانیوں میں کسی دن بھی ناغہ ہوا ہو۔ یہ پہلا موقع ہے کہ اس نے کئی دنوں سے ٹرانس میٹر پر لاتوشے کو نہیں مخاطب کیا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ رات سائیں سائیں کر رہی تھی۔ یہاں پانی پر سکون تھا۔

تقریباً ڈھائی بجے اسٹیمر کی سیٹی سنائی دی اور بالی سنبھل کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد اس کے ہاتھوں میں ایک سفری ٹرانس میٹر نظر آیا اور وہ کہہ رہا تھا "ہیلو جی سکس.... فائیو.... جی سکس

فائیو.... تھری ایٹ کالنگ.... ہیلو!.... اٹ از تھری ایٹ.... ساتویں پوائنٹ پر رکو.... ایمر جنسی.... یس تھری ایٹ...."

لانچ تیرنے لگی تھی۔ بالی ہی اسے چلا رہا تھا۔

"ہمارے اس طرح نکل جانے پر تمہارا کیا حشر ہوگا؟" عمران نے پوچھا۔

"دیکھا جائے گا۔ مجھے اس کی فکر نہیں ہے۔" بالی بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "پولیس کے ہاتھوں میں پڑنے سے کہیں بہتر ہے کہ بوغا ہی کا کوئی نامعلوم ایجنٹ مجھے شوٹ کردے.... میں لاتوشے کا ایک معزز آدمی ہوں.... اتنی بڑی توہین گوارہ نہیں کر سکتا کہ پولیس مجھ سے پوچھ گچھ کرے.... یا میں عدالت کے کٹہرے میں نظر آؤں۔"

"لیکن تم اپنا پیشہ بھی نہیں ترک کر سکتے.... کیوں؟"

"اب مجھے اس کے متعلق بھی سوچنا پڑے گا۔"

اسٹیمر تک پہنچنے میں ایک گھنٹہ صرف ہوا۔

بالی نے ایک بار پھر ٹرانس میٹر ہی کے ذریعے اسٹیمر کے کپتان سے گفتگو کی اور اسے بتایا کہ وہ چند آدمیوں کو پورٹ سعید تک پہنچانا چاہتا ہے۔

اسٹیمر سے رسیوں کی سیڑھی نیچے لٹکا دی گئی!